UMAR MEDIA

مجلہ تحریک طالبان پاکستان

10

ربیع الاول ۱۴۴۴ ھ ق بمطابق اکتوبر ۲۰۲۲ ء

- ٹرانسجینڈر ایکٹ
- پاکستان ایک اور پرائی جنگ کے دہانے پر
- کیا بنے گا پاکستان کا؟
- اور خالد بھی گزر گیا۔۔۔!



@umarmedia

http://t.me/TTPmagazine
http://www.umarmedia.me

فہرست مضامین



اداریہ

باجوہ اور اسکی ٹیم کا حساس وقت میں دورۂ امریکہ بہت سارے رموز اور حقائق سے پردہ اٹھاتا ہے ۔ دنیا(چاہے اسلامی دنیا ہو یا کفری) کا اصول یہی ہے کہ جب وہ کسی مشکل اور پریشانی میں پھنس جاتی ہے تو وہ اس کے عوامل و اسباب کو رفع کرنے کےلئے سرجوڑ کر بیٹھتی ہے، اوراپنے کئے ہوئے خطاؤں پرنادم ہوکر قوم سے معافی مانگتی ہے اور آئندہ کے لئے کوئی مثبت لائحہ عمل طے کرتی ہے ۔ مگر افسوس کے ساتھ کہناپڑتاہے کہ پاکستان شروع دن سے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کے سبب سیاسی طور پرمکمل بے بس، معاشی اعتبار سے حددرجہ دیوالیہ، تعلیمی اعتبار سے پسماندہ، معاشرتی بگاڑکے لحاظ سے مغرب کا ہم پلہ، قانونی نگاہ سے سیکولر، خودمختاری کے ڈگر میں غلام اور اہم عہدوں پر تعیناتی کے لئے امریکی آقاؤں کے قدموں میں سجدہ ریز رہا ہے ۔ یہ تمام بدبختیاں کسی قوم کی تباہی وبربادی کے وہ صورتیں ہیں جنکے اختیار کرنے سے وہ قومیں تباہ اور صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں ۔ پاکستانی قوم کو ذلت ورسوائی کی ان گہری کھائیوں میں دھکیلنے والے قابض فوجی اور سیکولر سیاسی طبقے ہیں جو اپنے اپنے طور پر قوم کو کسی بھی صورت میں غلامی سے نجات دلانے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ کسی نے کیاخوب کہا ہے کہ "ذلت اور غلامی کے ماحول میں غیرت کے متلاشی کم پیداء ہوتے ہیں"۔

حال ہی میں باجوہ اور انکی ٹیم کا شکست خوردہ آقاؤں کے ہاں جانا کس مقصد کی خاطر تھا؟ اس دورے کے چند واضح مقاصد تھے:

پہلا مقصد: آقا کی شکست خوردگی کے بعد یہ پہلاموقع تھا کہ غلام ایک سالہ دورانیہ کی تمام کارگزاری اور وفاداری کے ثبوت اپنے آقاء کےسامنے پیش کریں ـمثلا:

* آقا کے مفادات کی خاطر سیاسی جماعتوں کو کیسے زیر وزبر کیا؟

*سود کو قانونی درجہ دینے میں زبردست کردار ادا کیا

* آئی ایم ایف کی چالیس شرائط کوپاکستانی قوم پر من وعن مسلط کرکے انکا بچاکچا خون پسینہ (ٹیکسوں کی شکل میں) آقاکو ہدیہ دینے میں سخاوت سے کام لیا

* ڈاکٹر ایمن الظواہری (رحمہ اللہ) تک رسائی اور انکے قتل میں کوئی کسر نہیں چھوڑی * ٹرانسجینڈر بل کو پاس کرانے اور پھر اسکوعملی جامہ پہنانے میں اپنی گراں قدر خدمات پیش کیں * امارت اسلامیہ افغانستان کی ترقی و استحکام کے برراستے میں روکاوٹیں پیدا کیں وغیرہ...

دوسرامقصد: مذکورہ بالا وفاداریوں کے بدلے پاکستان نے خوب داداور انعام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل پانچ مقاصد حاصل کرنے کی ناتمام سعی بھی کی ۔ * آنے والے آرمی چیف کی تعیناتی میں کسی ایک وفادار غلام کاانتخاب *دفاعی سسٹم میں مزید تعاون (وسائل اور نقد کی صورت میں) جوکسی قدر ہوا بھی ہے *آقا کے مفادات کے لئے بحری، بری اور فضائی حدود بروئے کار لانے کی بھرپور حامی بھرنا *امارت اسلامیہ افغانستان (اعزھااللہ وادامھا) کی مزید ترقی واستحکام کی ہر راہ میں روڑے ڈالنا * تحریک طالبان پاکستان کے خلاف قبائلی اور بارڈر علاقوں میں فضائی مدد حاصل کرنا ۔ یہ مقاصد میڈیا ذرائع سے اخذکئے ہیں، اسکے علاوہ دیگرخفیہ مقاصد بھی ہوسکتے ہیں ۔ لیکن کیا ان ناتمام کوششوں سے حکومت پاکستان اپنے اقتصادی بحران، دفاعی مشکلات، داخلی اور خارجی دباؤ، قوم کی بے اعتمادی، بے تحاشاکرپشن، وغیرہ تباہ کاریوں کا روک تھام کرسکیں گے ؟۔

ہرگز نہیں...!

اگرواقعی پاکستان ذلت اورپسماندگی کے غار سے نکلناچاہتا ہے تو اسکا حل نہ تو امریکہ اور دیگر عالمی قوتوں کےہاں دوروں اور تعاونوں سے ممکن ہے اور نہ ہی مزید طاقت کے استعمال سے ۔ اسکے حل کے لئے فقط ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے سابقہ ظلم وجبر ، لاقانونیت، بدعنوانیوں، اللہ تعالی اوراسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت سے باز آکر دین اسلام کے قوانین کے سامنے سرنڈر کرجاؤ، اسی میں تمھاری دنیاوآخرت کا نجات ہے ۔

اور اگرایسانہیں کروگے تو تحریک طالبان پاکستان کے شیر صفت مجاہدین اس وقت تک تم سے برسرپیکار رہیں گے جب تک تم اپنے برے کردار سے باز آکر اسلامی نظام کے سامنے سرتسلیم خم نہ کرو ۔



فوائد و فضائل شہادت

شیخ گل محمد باجوڑی حفظہ اللہ

الحمد للّٰہ رب العلمین رب الشهداء والمجاهدين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين أما بعد

فأعوذ باللّٰہ من الشيطان الرجيم بسم اللّٰہ الرحمن الرحيم

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل اللّٰہ أموات بل أحياآء ولكن لا تشعرون

وقال تعالى: ويتخذ منكم شهدآء

محترم قارئین!

اللہ تعالی کی ہم پر بہت نعمتیں ہیں اور ان میں اہم اور ضروری روحانی نعمتیں ہیں جیساکہ ایمان، اسلام، قرآن، آخری نبی، اہلسنت والجماعت کا عقیدہ، ہجرت، جہاد فی سبیل اللہ اور مختلف اعمال صالحہ کی توفیق وغیرہ... یہ ہر نعمت اپنی جگہ اپنے فضائل و فوائد کی حامل ہے کہ وہ نہ گنے جائیں ۔ اس کے فوائد ہر وقت میسر ہوتے ہیں، دنیا میں، بوقت مخمصہ، قبر میں، میدان حشر کے مختلف مراحل میں، پلِ صراط پر اور پھر جنت کی ابدی زنگی میں ۔ ان روحانی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت جہاد فی سبیل اللہ ہے کیونکہ اس کے بہت فضائل و فوائد ہیں جن میں سے قرآن مجید میں ٤٤ ذکر ہیں، ان فوائد میں سے ایک شہادت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ويتخذ منكم شهدآء کہ اللہ تم میں سے شہداء بنائے ۔

شہاد کے بہت فضائل و فوائد ہیں اور اس بیان کا موضوع بھی یہی ہے:

اولاً شہید کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہیں، کیونکہ وجہ تسمیہ سے بھی فضیلت معلوم ہوتے ہیں ۔ علمائے کرام نے شہید کی بہت وجوہات تسمیہ ذکر فرمائے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) ان کی ارواح جنت میں حاضر ہوتی ہیں ۔

(۲) اللہ کے فرشتے اس کیلئے جنت کی گواہی دیتے ہیں ۔

(۳) ملائک اس کیلئے حسنِ خاتمہ کی گواہی دیتے ہیں ۔

فضائلِ شہید و شہادت:

قرآن کی آیتیں:

پہلی فضیلت: ہم نماز کی ہر رکعت میں دعاء کرتے ہیں کہ "اللہ! ہمیں شہداء کے راستے پر چلا اور ہمیں ان کی راہ دکھا"

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ • صِرَاطَ الَّذِينَ "أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ... (الفاتحة ٦-٧)

منعم علیھم کے مصداقات چار طبقات ہیں، جن میں ایک طبقہ شہداء کا ہے ۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النسآء ٦٩)

دوسری فضیلت:

شہداء اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں مردہ کہنا ٹھیک نہیں،اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (البقرة ١٥٤)

تیسری فضیلت:

شہداء کو رزق سے نوازا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور خوشخبریاں حاصل کرتے ہیں ۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ • فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ • يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ • (آل عمران ١٦٩-١٧٠-١٧١)

چوتھی فضیلت:

شہداء کے ساتھ خصوصی رحمت اور مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے ۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (آل عمران ١٥٧)

پانچویں فضیلت:

شہداء کے ساتھ گناہوں کے معاف ہونے، جنت میں داخلے اور ثواب کا وعدہ ہوا ہے ۔ رب کریم کا فرمان ہے:

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران ١٩٥)

اور سورۃ النساء میں شہید کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ ہوا ہے ۔

وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النسآء ٧٤)

چھٹی فضیلت:

جب سور پھونکی جائے گی تو تمام مخلوقات پر بیہوشی طاری ہوگی ما سوائے شہداء کے ۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ (الزمر ٦٨)

"إلا من شآءاللہ" کی تفسیر میں آتا ہے کہ ان سے مراد شہداء ہیں اور دیگر روایات میں آتا ہے کہ عرش کے ارد گرد کھڑے ہوں گے اور ان کے گلوں میں تلواریں لٹکی ہوں گی ۔

عن أبي هريرة [رضي الله عنه] ، عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال : « سألت جبريل ، - عليه السلام - عن هذه الآية : (ونفخ في الصور فصعق من في السماوات ومن في الأرض إلا من شاء الله) من الذين لم يشأ الله أن يصعقهم ؟ قال : هم شهداء الله (سنن الترمدي، فضائل الجهاد ١٦٦٣ ـ سنن ابن ماجة جهاد ٢٧٩٩ - مسند أحمد بن حنبل ١٣١/٤ - صحيح الترغيب والترهيب رقم ١٣٨٧)

ساتویں فضیلت:

ان کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کے اعمال برباد نہیں ہوں گے اور اللہ انہیں ہدایت کریں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ • سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ • وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ •



الاحتیاط

مولانا طہٰ حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الإحتیاط في التكفیر،والقتل،والاموال (پہلا حصہ)

کسی کو کافر کہنے کے بارے میں قرآن کریم کی ہدا یت،

(یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِیلِ اللَّهِ فَتَبَیَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَیْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِیرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِیرًا (٩٤)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفرکیاکرو توہر کام کوتحقیق کر کے کیاکرواورایسے شخص کوجوکہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہرکرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھی پھراللہ تعالیٰ نے تم پراحسان کیا،سوغور(تحقیق) کرو بےشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبررکھتے ہیں،

اس ایت میں یہ ہدایت کی گئی کہ جوکوئی بھی آپ کو سلام کرے یامسلمانوں کے سامنے اپنی إطاعت ظاہر کرے تو اگر چہ سلام کرنے کے علاوہ اس کے مسلمان ہونے کی کوئی اور دلیل موجود نہ ہولیکن اس کے باوجوداسکو کافرمت کہوبلکہ پہلے خوب تحقیق کرو کیونکہ سلام کرنا یامسلمانوں کی اطاعت میں داخل ہونا بظاہراس بات کی علامت ہے کہ ایسا کرنے والا مسلمان ہے،اور ایمان وکفرکا دارو مدارظاہرہی پر ہوتاہے، لہذا جب تک اس ظاہرکے خلاف کوئی یقینی دلیل نہ ملے تب تک اس کو کافرکہنے کا حق حاصل نہیں،

تکفیرمیں نہایت احتیاط کے متعلق رسول اللہﷺ کی تعلیم،

آپﷺ نے متعدداحادیث میں بے جا کسی کو کافرکہنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، إمام بخاریؒ نقل فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا، **(إذا قال الرجل لاخیه یا كافرفقدباء به احدهما،)**

ترجمہ: جب کوئی مسلمان اپنے(مسلمان)بھائی کو کافرکہہ کرپکارتاہے تویقینا یہ لفظ دونوں میں کسی ایک کے سر پرپڑا(یعنی دونوں میں سے کوئی ایک ضرورکافرہوا،)

دربارنبوت کی خصوصی ہدایت:

وعن أنس، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه علیه وسلم: ((ثلاث من أصل الإیمان، الكف عمن قال: لا إله إلا اللّٰه، لا تكفره بذنب، ولا تخرجه من الإسلام بعمل.: (شرح المشكاة للطیبي الكاشف عن حقائق السنن (٢/ ٥١٢) ترجمہ: تین چیزیں اصل ایمان میں سے ہیں،جوکوئی لاالٰہ الااللہ کہے اس سے رکنا(یعنی) اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافرقرار نہ دینا اور نہ ہی کسی(غلط یاناجائز)کام کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج سمجھنا،

فقہاء کرام کا تکفیرکے متعلق نہایت درجہ إحتیاط،

وَفِي الْخُلَاصَةِ وَغَیْرِهَا: إذَا كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ وُجُوهٌ تُوجِبُ التَّكْفِیرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ یَمْنَعُهُ فَعَلَى الْمُفْتِي أَنْ یَمِیلَ إلَى الْوَجْهِ الَّذِي یَمْنَعُ التَّكْفِیرَ تَحْسِینًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ (الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المحتار) (٤/ ٢٢٤)

ترجمہ: خلاصہ اور فقہ کی دیگر کتابوں میں ہے کہ جب ایک مسئلے میں بہت زیادہ توجیہات تکفیر کو لازم کریں اور ایک اس میں مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ مسلمان پر حسنٌ ظن کی وجہ سے اس توجیہ کی طرف مائل ہوجائے جو تکفیر سے مانع ہے -

وقد ذكروا أن المسألة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد في نفیه كان الأولى للمفتي والقاضي أن یعمل بالاحتمال النافي، لأن الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد. (منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر (ط البشائر) (ص: ٤٤٥) ترجمہ: اور یقینا کفر سے متعلق مسئلے میں جب ننانوے احتمالات کفر کے ہوں اور اور ایک احتمال اس سے نفی کا ہو تو مفتی اور قاضی کیلئے مناسب ہے کہ وہ نافی کے احتمال پر عمل کرے کیونکہ ہزار کافروں کو رکھنے کی غلطی ایک مسلمان کو نیست و نابود کرنے سے آسان ہے۔

ولهذا قال العلماء «ینبغي للمفتي أن یحتاط في التكفیر ما أمكنه، لأن الإیمان محقق فلا یرتفع إلا بیقین» (٤). (التكفیر حكمه وضوابطه والغلو فیه (ص: ٣١)

ترجمہ:اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ مفتی کیلئے مناسب ہے کہ تکفیر میں ممکن حد تک احتیاط کرے اسلئے کہ ایمان یقینی ہے جو نہیں اٹھتا مگر پختہ یقین کے ساتھ -

اھل السنة والجماعة کے تمام فقھاء اس پر متفق ہیں کہ تکفیر میں بہت احتیاط کرنی چاہئے، اور یہ بات بھی کہ یہ ہر کسی کا کام نہیں، اور نہ ہی اس میں ہر کسی کی بات کا اعتبار ہے، اس میں سلف صالحین، متقدمین اور ان جمہور جبال العلم کے مواقف کا اعتبار ہے جو علم، احتیاط اور تقویٰ میں امت میں مسلّم ہو۔ علامہ ابن ہمام (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

یقع في كلام أهل المذهب تكفیر كثیر، ولكنه لیس من كلام الفقهاء الذین هي المجتهدون، بل من غیرهم، ولا عبرة بغیر الفقهاء۔

ترجمہ: علمائے مذھبِ حنفي کے کلام میں بہت زیادہ تکفیر واقع ہوتی ہے، لیکن یہ اُن فقہاء کا کلام نہیں جو کہ مجتھدین ہیں، یہ غیر مجتھدین کا کلام ہے، اور اس حساس موضوع میں غیر مجتھد فقہاء کے کلام کو اعتبار نہیں۔ (فتح القدير: ٦/١٠٠)

٤۔ ابن جزي المالكي الكلبي الغرناطي (المتوفى: ٧٤١ھ) (رحمه الله) فرماتے ہیں:

جو الفاظِ کفر نصوص میں آتے ہیں تو ان کے مختلف احکام ہیں:

فمنها ما هو كفر، ومنها ما هو دون الكفر، ومنها ما یجب فیه القتل، ومنها ما یجب فیه الأدب، ومنها ما لا یجب فیه شيء۔

ترجمہ: ان میں سے بعض کفر ہیں، اور ان میں سے بعض کفر سے کم ہیں، اور ان میں بعض ایسے ہیں جن میں قتل واجب ہوتا ہے، بعض میں ادب واجب ہوتا ہے، اور بعض میں کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

اور پھر کہتے ہیں کہ اس کی پوری تفصیل قاضي عیاض (رحمہ اللہ) نے الشفاء میں کی ہے۔ (القوانين الفقهية لابن الجزي، ٢٤٠)



کفالتِ یتیم

مولانا فدا باجوڑی

نحمده ونصلي على رسوله الكريم امابعد

فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

فأما اليتيم فلا تقهر

وقال تعالی في مقام أخر: ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتي هي أحسن

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: أنا و كافل اليتيم في الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطیٰ وفرّج بينهما.

محترم مہاجرین ، انصار اور عام مسلمانو!

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے دنیا میں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں، کسی کے والدین ہیں تو کوئی والدین سے محروم ہے ، کسی کا والد ہے تو والدہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی کی والدہ ہے تو والد نہیں ہے ۔ آج میں آپ کی توجہ ان لوگوں کی طرف کروانا چاہتا ہو جنھیں یتیم کہا جاتا ہے اور اس موضوع کی وضاحت درج ذیل چند حصوں میں کرتا ہوں:

١ یتیم کی تعریف: انسانوں میں یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جس کا باپ مرگیا ہو (الذی مات ابوہ) اور جانوروں میں اس چھوٹے جانور کو کہتے ہیں جس کی ماں مرگئی ہو ۔

٢ ۔ یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

أنا و كافل اليتيم فی الجنة

ترجمہ: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ہونگے، شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی ہوگا ۔

اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مسح رأس اليتيم إلا لله كان له بكل شعرة مرت عليها يده جنة ترجمہ: جس نے یتیم کے سر پر اللہ کی رضا کے لئے ہاتھ پھیرا تو اس کے ہر بال کے بدلے جنت ہوگی ۔

یہ تو ہوئی صرف ہاتھ پھیرنے یعنی شفقت اور پیار و محبت کی فضیلت تو سوچیں کہ اس کی کتنی فضیلت ہوگی جو یتیم

ہوگی ۔ یہ تو ہوئی صرف ہاتھ پھیرنے یعنی شفقت اور پیار و محبت کی فضیلت تو سوچیں کہ اس کی کتنی فضیلت ہوگی

جو یتیم کی کفالت کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فلا اقتحم العقبة • و ما أدراك ما العقبة• فك رقبة• أو إطعٰم في يوم ذي مسغبة• يتيما ذا مقربة•

ترجمہ: ان آیات سے بھی کفالت یتیم کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ یتیم کی کفالت ہی کامیابی ہی کامیابی ہے ۔

٣ ۔ یتیم کا مال کھانے والے کی سزا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إن الذين يأكلون اليتمیٰ ظلما إنما يأكلون في بطونهم نارا•

ترجمہ : جو لوگ یتیموں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ ڈال رہے ہیں ۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ایسی حالت میں قبروں سے اٹھائے گا کہ ان کے پیٹوں سے آگ نکل رہی ہوگی سوال ہوا کہ یہ کون لوگ ہونگے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہونگے جو یتیم کا مال ناحق کھاتے تھے اور تائید میں سورت النساء کی وہی آیت تلاوت فرمائی ۔

٤ ۔ امتِ مسلمہ کو ترغیب : حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

" اے داؤد یتیم کے لئے مہربان والد اور بیوہ کے لئے مہربان شوہر بنو اور اے داؤد جو بوؤ گے وہی کاٹو گے ، داؤد علیہ السلام نے فرمایا میں اگر یتیم اور بیوہ کی پرورش کروں تو مجھے کیا ملے گا ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس کا بدلہ یہ ملے گا کہ جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا (یعنی قیامت کے دن) میں تجھے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا ۔

پس اے امتِ مسلمہ!

آئیں اور اس طبقے کی پرورش کریں جو یتیم ہے اور لاچار و بے کس ہے تاکہ ہمیں بھی وہ فضائل اور مقام حاصل ہوسکے جس کا اوپر ذکر ہوا ۔



پاکستان میں مسلح قیام اکابر علماء دیوبند و مشائخ عظام کی امیدوں کی تکمیل ہے

مفتی غفران حفظہ اللہ

الحمد للّٰہ رب العالمین ولاعدوان الا علی الظالمین والصلوۃوالسلام علی قائد الخیر محمد والہ وصحبہ اجمعین ۔ امابعد

قال اللّٰہ تعالی:

فَلَولَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبلِكُم أُولُوا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿سورة الهود ۱۱۶﴾

ترجمہ: سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو، کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں، مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے رہے تھے اور تھے وہ گناہ گار۔

زیر نظر تحریر میں ہمارا مطمح نظر صرف یہی ہے کہ قیام پاکستان کے وقت علماء کرام اور عام مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کی خاطر کس قدر قربانیاں دی تھیں؟ ان قربانیوں کاثمرہ سات دہائیوں میں ایک دن کے لئے بھی نظر نہیں آیا ۔ اسکے بعد سات دہائیوں میں بھی مسلمانان پاکستان نے نفاذ اسلام کی خاطر مسلسل جدوجہد کی، قربانیاں دیں اور پر امن اصلاحی کوششیں کیں ۔ مثلا:

شریعت کے نفاذ کے لئے مسلمانان پاکستان نے پرامن تحریکیں چلا ئیں

سیاسی اور اصلاحی جماعتیں کی تشکیل دی گئیں

اسلامی نظریاتی کونسل کاقیام عمل میں آیا

شریعت بنچوں کی تشکیل

اسلامی حدود وتعزیرات کانفاذ

نظام عشر و زکوۃ کااجراء

شریعت بل کو رائے عامہ پر بارہا پیش کرنا

کئی عشروں سے ووٹوں کے ذریعے یہ خوشنماتبدیلیاں

شرعی اصطلاحات

اور پر کشش نعرے

یہ وہ سب کچھ ہے جو مسلمانان سنتے تو آ رہے ہیں مگر یہ تمامتر کوششیں سیاسی مقاصد، اشرافیہ، غلام خاندانوں کی ذاتی مفادات اورجمہوریت وآمریت کی نذر ہوجاتی ہیں ۔

ہمارے اکابر علماء کرام ان پر امن اور اصلاحی کوششوں کی ناکامی کودیکھتے ہوئے ہمیں کیا ہدایات اور وصیتیں چھوڑ گئے ہیں؟ ان ہدایات کے تناظر میں ہمارا کیا فرض اور زمہ داری بنتی ہے؟ لہذا اولا اجمالی طورپر ان قربانیوں کاذکر کیاجاتاہے جوقیام پاکستان کے وقت دی گئیں اور اسکے بعد علماء کے انقلابی اقوال کاتذکرہ ہوگا اور آخر میں عام مسلمانان پاکستان کی قربانیوں اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج کا ذکر کرینگے ۔

قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں کی قربانیاں:

پاکستان جس مقصد کی خاطر وجود میں آیا تھا "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الااللہ"

"یہاں اسلام کا بول بالا ہوگا"

"تیرا میرا رشتہ کیا؟ لاالہ الااللہ"

ان دعؤوں، وعدوں اور نعروں کے حصول کے لئے مسلمانوں نے کس قدر عظیم قرنیاں دی ہیں؟

بقول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ:

پاکستان کو ہندوستان سے اسلام کی خاطر الگ کرنے کیلئے ایک کروڑ مسلمانوں نے ہجرتیں کیں، دس لاکھ مسلمانوں نے شہادتیں دیں، ایک لاکھ عصمتیں لوٹی گئیں ۔(خطبات امیر شریعت ص ۱۳۳)

بقول نور محمد قریشی:

برصغیر کی تقسیم کے نتیجے میں کروڑوں مسلمان بے گھر ہوئے، پندرہ لاکھ مسلمان قتل ہوئے، تقریبا نوے ہزار مسلمان بیٹیاں بے آبرو کی گئیں ۔ چند سطر اگے لکھتے ہیں:

تقسیم برصغیر کے تسلسل میں ہی ۱۹۴۸ءمیں حیدر آباد دکن میں پانچ لاکھ مسلمان مارے گئے ۔ اسکے بعد ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں ۲۰ بیس لاکھ پنجابی اور بہاری مسلمان، بنگالیوں نے قتل کئے ۔ اسکے رد عمل میں پچیس لاکھ بنگالی پاکستانی فوج نے مار دیئے ۔

(تو صاحب منزل ہے یا بھٹکا ہوا راہی صفحہ ۴۰۔ مصنف نور محمد قریشی ایڈوکیٹ) قریشی صاحب نے یہ اعداد وشمار "ارمغان عجم" از عزیزاحمد صدیقی سے نقل کیا ہے ۔

قارئین!

یہ تمام قربانیاں پاکستان کی قیمت ہے ۔ مگر کائد اعظم محمد علی جناح کی تاریخی غدر سے سرزمین پاکستان پر اسلام کی بجائے جمہوریت نما امریتی نظام مسلط کردیا گیا ۔ گویا ایک کروڑ سے زائد ہجرتوں، بیس لاکھ شہادتوں اور ایک لاکھ سے زائد عصمتوں کی پامالی کے نتیجے میں سرزمین پاکستان کے اٹھانوے فیصدی مسلمانوں پر امریکہ اور برطانیہ کا مراعات یافتہ، مغرب کے وظیفوں پرپلنے والا سیکولر طبقہ مسلط اور قابض کردیا گیا ۔ چنانچہ اس حقیقت کا اندازہ آپ کائد اعظم محمدعلی جناح کی اس تقریر سے بخوبی لگاسکتے ہیں، جواس نے سن ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء میں قانون ساز اسمبلی کے ارکان کو مخاطب کرکے کی تھی ۔ "آپ سب آزاد ہیں اپنے مندروں میں جانے کے لئے، آپ سب آزاد ہیں اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے، اور کسی بھی عبادتگاہ میں جانے کے لئے، اس مملکتِ پاکستان میں۔ آپکا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یاعقیدے سے ہو مملکت کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ آپ دیکھیں گے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی معنوں میں نہیں، کیونکہ یہ ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے، بلکہ سیاسی معنوں میں وہ ایک ہی ریاست کے برابر کے شہری ہوں گے"۔

مولانا عبدالستارخان نیازی (استاد اسلامیہ کالج لاہور)

فرماتے ہیں:

کہ ۱۹۴۶ء کے آغاز میں نے قائد اعظم سے ملاقات کی، میں نے قائد اعظم سے پوچھا کہ آپ پاکستان میں کس قسم کی حکومت قائم کریں گے ، توانھوں نے بلاتامل فرمایا کہ، جسطرح کی حکومت اتاترک نے ترک میں قائم کی تھی ۔ (توصاحب منزل ہے کہ بٹھکاہوا راہی ص ۳۹۸)

اس تقریر سے قارئین نے بخوبی اندازہ لگایا ہوگا کہ پاکستانی حکمران شروع دن سے ہی سیکولر نظریات کا بیڑہ اٹھاکر اللہ رب العالمین کی حکمرانی کے انکار اور بغاوت پر کمر کس چکے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ جناح نے اپنے پہلے خطاب ہی میں اللہ کی حاکمیت کو لغو قرار دیکر تمام پاکستانیوں کو انسانوں کے بنائے ہوئے حکومت اور ریاست کا بلا امتیاز (اسلام و کفر، مرد و زن) برابر کے شہری قرار دیا اور مذہب (عبادات) کو بازیچۂ اَطفال بناکر ذاتی معاملہ قراردیا۔

مسلح قیام پر ابھارنے والے اقوال زرین:

اب ملاحظہ ہو اکابر علماء کرام، مشائخ اور مفتیان عظام کی وہ عبارتیں جو ہمیں مسلح قیام ہر ابھارنے کیلئے کب سے پکار رہی ہیں!

(۱) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ پاکستان میں زندگی اسلامی تقاضوں کے مطابق کیسے ممکن ہوسکے گی؟ اسکے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا:

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہماری موجودہ زندگی اسلام کے تقاضوں سے بہت دور ہٹ چکی ہے، لہذا اپنے اصل مقام پر واپس لوٹنے کے لئے کوئی جزوی نوعیت کا اقدام مؤثر نہیں ہوسکتا، بلکہ اگر سچے دل سے یہ مقصد پیش نظر ہو تو انقلابی نوعیت کے اقدامات کے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ چند سطور آگے فرماتے ہیں:

اگر واقعتاً ہمارے دل میں اصلاح کی خواہش ہے توہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ اس کے لئے ہمیں چند سطحی اور اوپری کاموں کی بجائے فساد کے ان سر چشموں پر ہاتھ ڈالنا پڑیگا جہاں سے ساری خرابیوں کے سوتے (منبع) پھوٹتے ہیں ۔

چندبنیادی اصلاحات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

آخر میں یہ بات ایک بار پھر دہرادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو تجاویز اوپر پیش کی گئی ہیں ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جوہمارے موجودہ تن آسان مزاج کو اجنبھی بلکہ ناگوار محسوس ہوں گی لیکن ہمیں اس تلخ حقیقت کے اعتراف کی جرأت ہونی چاہئے کہ ہم ایک ایسی قوم کے افراد ہیں جو اپنی متواتر بدعملی کی وجہ سے زندگی کے ہر محاذ پر پٹی اور دھتکتاری ہوئی قوم ہے۔ ایک ایسی قوم جو سیاسی طور پر بے بس معاشی اعتبار سے مفلوک الحال، تعلیمی اعتبار

سے پسماندہ اور اخلاقی اعتبار سے دیوالیہ ہو، اسے ذلت اور پسماندگی کے غار سے ابھارنے کیلئے کوئی سرسری اور سطحی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ اگر عزت وخوش حالی اسکے مقدر میں ہے تو اسکا راستہ اسکے سوا اور کوئی نہیں کہ اس میں ایک ایسی سرگرم، پرجوش، اور فعال تحریک کو ابھارا جائے جو ایک مرتبہ جرأت کرکے زندگی کے فرسودہ ڈگر کو بدلنے کا عزم لے کر کھڑی ہو، عوام کو نیا حوصلہ، نئی امنگ اور نیا ولولہ عطا کرے، کسی کی اندھی تقلید کی بجائے دنیا میں اپنا راستہ خود بنائے اور عزم وہمت سے کام لے کر اس پر چل کھڑی ہو۔

چند سطور آگے فرماتے ہیں:

لہذا اگر پاکستان میں واقعی اسلامی اصولوں کے مطابق کوئی انقلاب پیش نظر ہے تو ہمیں بھی ایک مرتبہ جرأت کرکے بہت سے کڑوے گھونٹ پینے پڑیں گے ۔ اور اگر ہم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو ہمارا مستقبل آج سے کہیں زیادہ ویران اور تاریک ہوگا ۔ (نفاذشریعت ص ۸۴)

مفتی اعظم پاکستان کی دلسوز تجاویز میں سے چند باتیں نہایت ہی قابل غور ہیں:

(۱) انقلابی نوعیت کے اقدامات کے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا

(۲) فساد کے ان سر چشموں پر ہاتھ ڈالنا پڑیگا جہاں سے ساری خرابیوں کے سوتے (منبع) پھوٹتے ہیں

(۳) سرگرم، پرجوش، اور فعال تحریک کو ابھارا جائے

(۴) زندگی کے فرسودہ ڈگر کو بدلنے کا عزم لے کر کھڑی ہو

(۵) عوام کونیا حوصلہ، نئی امنگ اورنیا ولولہ عطا کرے

(۶) کسی کی اندھی تقلید کی بجائے دنیامیں اپنا راستہ خود بنائے اور عزم وہمت سے کام لے کر اس پر چل کھڑی ہو۔

(۷) ہمیں بھی ایک مرتبہ جرأت کرکے بہت سے کڑوے گھونٹ پینے پڑیں گے

(۸) اگر ہم اس کے لئے تیار نہ ہوئے توہمارا مستقبل آج سے کہیں زیادہ ویران اور تاریک ہوگا

مفتی اعظم پاکستان اسلامیان پاکستان کو ان جرأتمندانہ اور حوصلہ افزا باتوں سے کیا درس دیناچاہتے ہیں؟ کیا ان صریح اقوال کے باوجود بھی اس انقلاب سے وہی فرسودہ جمہوری انقلاب مراد ہوسکتاہے؟۔ کلا و حاشا ۔

(۲) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے کیا فرمایا تھا؟:

اسد ملتانی مرحوم مولانا شبیراحمد عثمانی کے پاس تشریف لائے، اور یہ کہا کہ قرارداد مقاصد کیلئے کوشش نہ کریں ۔ اس لئے کہ جو یہاں انگریزی دان طبقہ ہے وہ دین سے بھاگتا ہے ۔ کہیں ایسانہ ہو کہ یہاں اسپین کی تاریخ دہرائی جائے ۔

اس پر مولانا عثمانی نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے ذہن میں اسپین کی مثال ہے اور ہمارے ذہن میں افغانستان کی مثال ہے ۔ جب دین کی مخالفت کی تو امان اللہ خان کو تخت چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اور فرمایا، ہم تو دین کی جدوجہد جاری رکھیں گے، دیکھتے ہیں کہ اسپین کی مثال سامنے آتی ہے یا امان اللہ کی طرح آپکو بھاگنا پڑتاہے ۔ (خطبات احتشام ج ۱ ص ۳۸۰)

کیا وہ وقت اب بھی نہیں پہنچا کہ افغان مجاہدین کی طرح منت سماجت اور پرامن اصلاحات والی سیاست کی بجائے شرعی نہج پر قائم جہادی سیاست کو اختیار کرتے ہوئے مغرب کے غلاموں کو انکے آقا کی طرح ملک بدر کرکے ملک میں شرعی قوانین رائج کئے جائیں؟۔

(۳) مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی نے ارباب اقتدار کو بار بار مقصد وجود پاکستان کی طرف متوجہ کیامگر کسی نے بھی انکی تنبیہات پر کان نہ دھرے، بالآخر یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ "پاکستان مین سب کچھ ہے مگر اسلام کی بالادستی نہیں ہے۔" قیام پاکستان کے وقت ہم نے خداورسول سے جوعہد کیا تھا وہ طاق نسیان کی زینت بن چکاہے۔ جب تک نئے سرے سے اس عزم کی تجدید نہیں کی جاتی اور جتنی غفلت وکوتاہی اب تک ہوچکی ہے جب تک خداکے حضور میں اس سے توبہ کرکے اسکی اصلاح وتلافی کے لئے انقلابی قدم نہیں اٹھایاجاتا تب تک پاکستان اپنے مقصد وجود سے ہمکنار نہیں ہوگا۔ محض چند خوشنمانعرے، اعلانات اور بیانات پاکستان کی تقدیر نہیں بدل سکتے۔

(ارباب اقتدار سے کھری کھری باتیں ص۷۷)

لدھیانوی رحمہ اللہ نے سابقہ غفلت اور کوتاہی سے تائب ہوکر

مقصد وجود پاکستان کے لئے پرامن اصلاحی، جمہوری، اورلسانی تحریک نہیں بلکہ انقلابی قدم اٹھانا ضروری قراردیاتھا۔

قدم اٹھانے کا معنی ہرذی عقل سمجھتا ہے ۔

(۴) شیخ الاسلام مفتی محمدتقی عثمانی صاحب نے سن ۱۹۸۷ء میں وزیراعظم محمدخان جنیجو کو مخاطب کرکے فرمایاتھا:

پاکستان میں شریعت کانفاذ اس ملک کی حیات وبقاء کیلئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی جسم کے زندہ رہنے کیلئے اسمیں روح کاوجود ضروری ہوتاہے۔ یہ اسلئے بھی ضروری ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں ۔ اورہم پر اللہ تعالی کی طرف سے یہ فرض عائد ہے کہ ہم اسکے احکام کواسکی زمین پرنافذکریں ۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کامقصد وجود ہی یہ تھا کہ اس خطے میں مسلمان اپنے دین کوعملا برپاکریں ۔

(نفاذ شریعت اوراسکے مسائل ص ۱۱۵)

دیکھو مفتی صاحب حفظہ اللہ تعالی نے شریعت کے عملی نفاذ کو پاکستان کی حیات وبقاء کے لئے ضروری قرار دیا ہے ۔ توکیا پاکستان میں عملا اسلام کا نفاذ سات دہائیوں میں ایک دن کے لئے بھی دیکھنا ہمیں نصیب ہوا ہے؟ مفتی صاحب کے قول کے مطابق پاکستان سترسال سے بےجان اور مردہ پڑاہواہے ۔ مفتی صاحب محترم نے پاکستان میں عملا روح اورجان (شرعی نظام) ڈالنے کو تمام پاکستانی مسلمانوں کا تین وجوہ کی بناء پر فرض اور زمہ داری قرار دیا ہے:

(۱) مسلمان ہونے کے ناطے

(۲) ہم پر اللہ تعالی کی طرف سے یہ فرض عائد ہے کہ ہم اسکے احکام کواسکی زمین پرنافذکریں

(۳)اس لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کامقصد وجود ہی یہ تھا کہ اس خطے میں مسلمان اپنے دین کوعملابرپاکریں

اغیارکاجادو چل بھی گیا

ہم ایک تماشابن بھی گئے

بقول شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب:

شریعت تو اٹل خدائی قانون ہے جس کے واجب العمل ہونے کے لئے ووٹ گننے کی ضرورت نہیں، اوراگر خدانخواستہ رائےعامہ کاایک ووٹ بھی اسکے حق میں نہ آئے تب بھی اسکے واجب العمل ہونے پرکوئی اثرنہیں پڑتا ۔ (نفاذ شریعت)

ایک صاحب کواپنے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

جو حضرات اسلامی نظام کی خاطر سیاست میں اور پھر اسمبلی میں داخل ہوئے تھے وہ یہ سوچ کر مطمئن ہیں کہ جمہوریت اسلامی نظام کی پہلی سیڑھی ہے ، لھذا اس راہ میں ہماری ہرکوشش اسلام ہی کی خاطر ہے، جب یہ پہلی سیڑھی طے ہوجائیگی تو ہم اسلام کے لئے آگے بڑھیں گے، لیکن مشکل یہ ہے کہ وقت ایسافلسفی نہیں ہے جو ان منطقی توجیہات کی رعایت کرکے اپنی رفتار بدل دے، اسکاسفرتولگاتار جاری ہے، اور الحادوبے دینی کے جوبیج عرصہ دراز پہلے بوئے گئے تھے وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تناور درخت بن چکے ہیں، ان پر نت نئے پھل پھول آرہے ہیں، ہم اٹھائیس سال سے ان درختوں کوجڑ سے اکھاڑنے کےلئے اس بات کے منتظر ہیں کہ پہلے ان تک پہنچنے کاراستہ صاف اور آرام دہ ہو، قطع نظر اس سے کہ جب تک یہ آرام دہ راستہ تیارہوگا اسوقت تک یہ درخت کتنے جوان اور توانا ہوچکیں گے اور انکی آل اولاد پیداء ہوکر کتنی طاقتور بن چکی ہوگی ۔ (نفاذ اسلام اوراسکے مسائل ص۹۸)

جاری ہے...

مجاہدین فی سبیل اللہ اسی سوچ وفکر میں مصروف ہیں کے اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمنوں پر زمین تنگ کر کے انہیں اللہ رب العزت کے سامنے سرِ تسلیم خم کردے ۔۔



اور خالد بھی گزر گیا۔۔۔!

مولانا خالد قریشی

سال ۱۹۸۰ء میں ایک غریب اور دینی لحاظ سے درمیانہ گھرانے میں پیدا ہونے والے اس بچے کے بارے میں شاید کوئی نہیں جانتا تھا کہ میدانِ جہاد کی شہسواری میں خالد بن ولید رضی اللہ کی راہ پر چل پڑے گا۔ بچپن ہی میں جارح مزاج اور حکومت کی غلط پالیسیوں کے بارے میں گہرائی سے سوچنے والے اس بچے کو خود بھی معلوم نہ تھا کہ آگے چل کر اس نے اپنے پیچھے ہزاروں مجاہدین کھڑے کرکے ایک ظالم ریاست کا مقابلہ کرنا ہے۔ جوانی میں اسکول اور علاقے میں یہ سوچ کر نوجوانوں کے گروپس یا جماعتیں بناتا کہ میں مستقبل میں ریاست کے سامنے کھڑا ہوں گا مگر اب تک اس کے پاس جہادی نظریہ نہیں تھا۔

بات کر رہا ہوں رواں سال اگست کے مہینے میں شہید ہونے والے قائدِ شیر صفت محترم کمانڈر عمر خالد خراسانی رحمہ اللہ کی۔ موصوف نے ایک بار اپنی جواں سالی کا ایک واقعہ سنایا کہ میں اسکول میں تھا کہ ہمارے ماسٹر صاحب ملکی حالات پر تبصرہ کر رہے تھے کہ اس دوران انہوں نے پاکستانی فوج کی تعریف کی، کہا کہ میں فطری طور پر چونک گیا اور کلاس میں اجازت لیکر اٹھ کر ماسٹر صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ ماسٹر صاحب! آپ کیسے ایسے لوگوں کی تعریف کر رہے ہیں جو ہم پر برطانیہ مسلط کرکے گیا ہے اور ساتھ ہی پولیس اور سرکاری لوگوں کا تبصرہ بھی کیا کہ کیسے ہم ایسے لوگوں پر اعتماد کریں اور انہیں اپنا محافظ کہیں کہ جو رشوت، چوری ڈکیتی اور دیگر جرائم میں خود ملوث ہیں۔ مزید کہا کہ اب تک میرے پاس جہادی نظریہ یا ریاست کیخلاف دلائل نہیں تھے مگر مجھ پر ان کی تعریف یا یہ کہ یہ فوج اسلامی فوج ہے، جیسے جملے اچھا اثر نہیں کرتے تھے اور فوراً ایسے آدمی کو جواب دیتا کہ یہ ٹھیک لوگ نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں جوانسالی میں بہت کوشش کرتا تھا کہ میں ایک نظم تشکیل دوں جو علاقے میں ریاستی رٹ کو چیلنج کرے مگرہ وہ بمشکل اسکول تک ہی محدود رہتا۔

یہی تھا کہ جب افغانستان میں امارت اسلامیہ قائم ہوئی تو اس وقت انہوں نے اسلامی حکومت کی نصرت کرنے کیلئے اس وقت موجود پلیٹ فارم حرکت المجاہدین میں شمولیت اختیار کی۔ حرکت المجاہدین کی جانب سے مہمند ایجنسی کے امیر مقرر ہوئے اور تحصیل حلیمزئی کے مرکزی بازار گندھاب میں دفتر قائم کیا جہاں سے انہوں نے دعوتِ جہاد کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی جہادی تربیت میں شمولیت کا سفر اور اُس دوران کے قصے یقینا پُر تعجب اور لطائف سے بھرے پڑے ہیں کہ انہوں نے کس قدر غربت اور رکاوٹوں کے باجود انہوں نے اس راہ کو اختیار کیا اور پھر ایک قائد کے طور پر سامنے آئے۔

آپ کے جہادی ارمان پورے ہونا تب شروع ہوئے جب ۲۰۰٤ء میں جنوبی وزیرستان میں آپریشن ہوا اور پاکستان میں جہاد کے مسئلے پر بحث مباحثے شروع ہوئے۔ اس وقت انہوں نے مہمند ایجنسی میں لوگوں کو جہاد پر ابھارنے پر کام کیا اور کراچی تک کے اسفار کیے اور وہ اس سوچ کے بھی حامل رہے کہ پاکستان کے تمام مجاہدین ایک ہی صف میں ایک ہی پرچم تلے متحد ہوجائیں اور اسکے لئے انہوں نے اپنا کردار بھی ادا کیا،

جس کی تفصیل آپ نے دیکھ لی ہوگی ۔ ۲۰۰۷ء میں بیت اللہ محسود شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ بیعت کی اور (حلقہ) مہمند ایجنسی کے امیر مقرر ہوئے جہاں انہوں نے جہادی تربیتی کلاسز کا آغاز کرکے ایجنسی بھر میں ہزاروں مجاہدین تیار کیے ۔

خالد شہید رحمہ اللہ دشمن کیلئے سخت طبعیت اور جارح مزاجی کے حامل تھے، ۰۹-۲۰۰۸ میں جب فوج نے علاقے میں آپریشنز کرنا شروع کیے تو ساتھیوں کو یہی تلقین کی کہ آخری دم تک لڑتے رہو ۔ وہ کہتے کہ ہم فوج کے ہیلی کاپٹرز گرا کر، علاقہ خالی کرواکر اور انہیں مارکر کبھی فاتح نہیں بن سکتے اور نہ ہی آج کے دور میں ظاہری وسائل ایسے ہیں کہ ہم حکومت قائم کرسکیں، فی الحال ہماری فتح یہی ہوگی کہ ہم بندوق سے لیکر قلم تک کا استعمال کرکے نظریۂ جہادِ پاکستان کو اگلی نسل تک منتقل کریں ۔ اسکے لئے وہ اکثر میڈیا کے ساتھیوں کو خصوصی بریفنگ بھی دیتے تھے ۔ دشمن کو ان کے ان نظریات کا علم تھا جس کی وجہ سے انہیں "سخت مؤقف کے حامل کمانڈر" کے نام سے متعارف کراتے تھے ۔

بس...!!!

آخر کار ہر کسی نے چاہے بادشاہ ہو یا گداگر، قائد ہو یا سپاہی، چھوٹا ہو یا بڑا، اچھا ہو یا برا، غریب ہو یا امیر جانا ہی ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے مسلمان و کافر تو کیا بلکہ جانور بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ شاعر کہتا ہے:

مہمل ہے نہ جانیں تو، سمجھیں تو وضاحت ہے
ہے زیست فقط دھوکا اور موت حقیقت ہے

کشمیر کے معسکرات، افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں، وزیرستان کی چٹانوں اور خیبر تا کراچی میدانِ جنگ و دعوت میں رہنے والے، مأمورین کو ہنسانے والے، جہاد کا درد دل میں لیے پھرنے والے اور اس راہ میں کٹ کر مرنے والے شہسوار کی حالات زندگی کو یوں ایک دو صفحات میں بیان کرنا تو مشکل ہے، مگر یہ چند سطور لکھ کر ان کی زندگی اور کاوشوں کی ذرا سی تصویر کشی کی ہے ۔ جہاں ساتھیوں کی ہر مجلس میں ان کا تذکرہ یوں ہوتا کہ "ان سے رابطہ ہوگا تو.." "وہ آئیں گے تو..." "وہ چلے گئے، جلد آ رہے ہیں..." اور "انہوں نے پیغام بھیجا ہے..." جیسی باتیں ہوتی تھیں اب ان مجالس میں ان کا تذکرہ کرکے ساتھی یہی کہتے ہیں "اور خالد بھی گزر گیا"۔

اللہ رب العزت ان کا جہاد و شہادت قبول فرماکر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

آج جو بھی مصائب و آلام، بے چینی و بے اطمینانی ظلم و تشدد کی فضا گرم ہے اس کا سبب انسانی بد اعمالیاں ہیں، قرآن و حدیث پر ایک طالب علمانہ نظر دوڑانے کے بعد ہمیں گناہوں کی بعض ایسی نحوستوں کا علم ہوا کہ جن کا مرتکب ہو کر ایک مومن اپنی آخرت تو آخرت، دنیا بھی خراب کر بیٹھتا ہے۔



کیا بنے گا پاکستان کا۔۔؟

نوید الحسن یوسفزئی

کئی دنوں سے جب بھی کسی مجلس میں بیٹھنا ہوتا ہے، دوستوں کے ساتھ پکنک پر جا کر، دکاندار سے ریٹ کا پوچھ کر، اسکول کالجوں میں استاد دوران لیکچر اور یا علماء کو منبر پر بیٹھ کر سنو تو بس ایک ہی جملے کی تکرار ہوتی ہے کہ آخر

"کیا بنے گا پاکستان کا؟"

نیا پاکستان بنانے کے چکر میں ملک وقوم اور اسلام کا جنازہ نکالنے کیلئے پہلا حربہ جو استعمال ہوا وہ تھوڑے سے اسلامی ٹچ کا نتیجہ تھا۔ اسی اسلامی ٹچ کی بنیاد پر بدقسمتی سے علماء کی اکثریت بھی نئے پاکستان کے گانے گانے لگے حتیٰ کہ ملک پر قابض خفیہ ٹولے جو کہ بظاہر محافظین سمجھے جاتے ہیں نے نیا پاکستان بنانے والوں کے خواب کو چکناچور کرکے ایسی پارٹی کو اقتدار تھما دیا جس کے تقریباً ساٹھ فیصد امیدوار جیل سے مفرور اور ضمانت پر زندگی گزار رہے ہیں اور اقتصاد انتہائی تیزی سے صفر کی طرف حرکت کرنے لگا ۔ ان کا الزام تھا کہ پچھلی حکومت نے خزانہ خالی چھوڑدیا ہے جبکہ پچھلی حکومت کو یہ کریڈٹ مل گیا کہ حکومت بدلتے ہی مہنگائی آسمان کو چھونے لگی اور ڈالر کو بھی پر لگ گئے ۔ بظاہر تو دونوں صورتیں ممکن ہیں کہ یا تو خزانہ خالی ملا یا پھر فوراً لوٹنا شروع کیا ۔ واللہ اعلم ۔

موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی چین سے قرضہ لیا لیکن میرے اندازے کے مطابق وہ اسمبلی ممبران اور وزراء کی ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر تھا، بھر حال اس قرضے کو سہارا بنا کر بجٹ پیش کیا گیا لیکن ایک ماہ کے اندر اندر اقتصاد پھر نیچے آنے لگا اور ڈالر کو پھر پر لگ گئے کہ اچانک کابل میں ڈرون حملہ ہوا اور ڈالر نے فوراً واپسی کا راستہ اختیار کیا ۔ اب ڈالر کا اس ڈرون کے ساتھ کیا تعلق ہے وہ ایک الگ باب ہے بس اتنا تو سب سمجھتے ہونگے کہ ڈاکٹر ایمن الظواہری پر ڈرون حملے کے قبل اور بعد کس کے ساتھ کہاں کہاں میٹنگز ہوئی اور نتیجہ کیا نکلا ؟۔ چلو وہ بات بھی الزامات کے باوجود حذف کرلی گئی اور ڈالرز چبانا شروع ہوا اور آخر کار ہضم ہوکے دوبارہ بھوک لگنا شروع ہوئی ۔ عالمی منڈی میں جس قیمت پر تیل ملتا ہے اس پر سبسڈی ایک طرف اور ان کی اپنی جیبیں بھرنے کا ٹیکس دوسری طرف اور ڈیلرز کی بدمعاشی الگ سے، عوام کو جب ملتا ہے تو ان بیچاروں کو سو ڈیڑھ سو روپے فی لیٹر زیادہ دینا پڑتا ہے ۔ لیکن پھر بھی خزانہ خالی ہی ہوتا ہے ۔

وزیراعظم کے بقول وہ کسی کو رابطہ نہیں کرسکتے لوگ فون نہیں اٹھا رہے کہ کہیں پھر سے "کچھ مانگنے" کیلئے فون کیا ہوگا ۔ اسی خزانے مطلب ان کی جیبیں اور اکاؤنٹس کو بھروانے کے چکر میں ان بیچاروں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے وہ تو خیر آڈیو لیکس سے بھی پتہ چل جائے گا لیکن جو ظاہر ہے وہ بھی ترس کھانے لائق ہے ۔ کیونکہ دین اسلام تو کیا انہوں نے اس خدا کو بھی بھلا رکھا ہے جو تمام دنیا کے مذاہب والے مانتے ہیں کہ رزق دینے والا، عزت اور ذلت دینے والی ایک ہی ذات ہے جو اللہ تعالیٰ ہی ہے بس ۔ مگر یہ نام نہاد مسلمان پاکستانی حکمران رزق اور عزت غرب میں جاکر ڈھونڈتے ہیں، ان کفار کو خوش کرنے کیلئے کیا کیا بولنا پڑتا ہے یہ تو سننے والے خود سمجھدار ہیں ۔ اس سے بھی کام نہیں چلا م، وہ ڈالرز بھی آئے اور ختم

ہوئے اب کیا کرنا ہے کیونکہ ڈالرز کے بدلے انہیں کچھ نہ کچھ تو دینا ہی پڑتا ہے ۔ شاید ان کفار کا مطالبہ ہو یا پھر غلامی اور چاپلوسی کی انتہا، کہ کھل عام اللہ کی عذاب کو دعوت دی اور ٹرانسجینڈر بل کے نام پر ہم جنس پرستی جیسی لعنت کو قانونی حیثیت یعنی حلال قرار دیا ۔ العیاذ باللہ ۔

یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ ایک ٹرانز جینڈر لڑکی، یعنی بغیر کسی پیدائشی نقص کے پیدا ہونے والا لڑکا، جو بعد میں اپنے آپ کو لڑکی سمجھنا شروع کر دیتا ہے، سے ایک لڑکے کی "محبت" پر مبنی فلم "جوائے لینڈ" فرانس کے فلم فیسٹیول میں انعام جیتنے کے بعد نومبر میں پاکستان میں ریلیز ہونے جا رہی ہے ۔ جس کی پروڈکشن میں بدنام زمانہ یہودی پراڈکٹ ملالہ نے بھی حصہ لیا ہے تاکہ لوگوں میں اس کی مقبولیت عام ہوجائے اور لوگ متاثر ہوکر اس منصوبے کو کامیاب بنائیں

اس موضوع پر کافی بحث چل رہی ہے، بعض لوگ اس کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ کا ہم جنس پرستی سے کوئی تعلق نہیں، تو اپنے تئیں بالکل ٹھیک کہتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک ٹرانسجینڈر لڑکی اب ایک لڑکی ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسکا جسم لڑکوں والا ہے۔ "بیچاری" کی روح غلط جسم میں ٹریپ ہو گئی ہے ۔ نعوذباللہ من ذالک ۔

جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق صاحب کا ایک ویڈیو بیان اب بھی میرے پاس موجود ہے جس میں وہ اس وقت کی بات کرتا ہے جب وہ وزیرخزانہ تھے ۔ کہ آئی ایم ایف نے ہم سے دس ارب ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا پھر کچھ عرصہ بعد ہم نے پوچھا کہ آپ نے پیسے دینے کا وعدہ کیا تھا ابھی تک ملے نہیں؟ تو ان کا جواب یہ تھا کہ پشاور میں آپ لوگوں نے وہ بورڈ اتاردیئے جن پر خواتین کی تصاویر تھیں اس کے باوجود بھی آپ ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم پیسے دیں گے؟ تو میں نے کہا کہ پشاور بورڈ اتارنے کا قرضے سے کیا تعلق ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ گہرا تعلق ہے، ہم آپ کو پیسہ دیں گے تو بدلے میں آپ لوگوں کو ہماری باتیں ماننی پڑیں گی ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ ہم آپ کو پیسہ دیں گے اور آپ کا جو مرضی ہو کرتے رہیں گے ۔ یہ تو آئی ایم کے قرضے کی کہانی سراج الحق صاحب کی زبانی سب نے سنی ہوگی اب بھی قرضہ لینے کیلئے کافی دن مذاکرات چل رہے تھے اور آخرکار مذاکرات کامیاب ہوکر پاکستان کو کچھ عرصہ کیلئے پھر قرضہ مل گیا ۔ مذاکرات میں ان کے ساتھ کون کون سی شرائط مانی گئی ہیں اس کے نتائج آہستہ آہستہ سامنے آرہے ہیں یہ ٹرانسجیڈر بل بھی اسی کی ایک کڑی ہے ۔ لیکن یہ بھی تو زیادہ سے زیادہ تین چار ماہ کی تنخواہیں ہیں وزراء، ایم این ایز اور ایم پی ایز کی اس کے بعد کونسا ایکٹ لاگو کریں گے یہ الگ موضوع ہے عوام بس انتظار ہی کریں ۔

یہ تو حکومتی سطح پر ملک کے ساتھ جو کھلواڑ ہورہا ہے اس کا مختصر سا ذکر کیا ہے اب ملک کے اندر کی صورتحال پر دس جلد کتاب بھی لکھوں گا تو کم ہے کہ ملک کے اندر عوام کے ساتھ کس قسم کی دونمبری ہوتی ہے شاید اس کا علم بھی ان چند لوگوں کو ہے جو اس کھلواڑ کا حصہ ہیں، باقی جو سادہ لوح عوام ہیں بے چارے ان کے جذباتی بیانات اور تھوڑے سے اسلامی ٹچ پر دھوکہ کھا رہے ہیں، اللہ ان کا حامی وناصر ہو ۔ یقین کریں یہ جو کچھ حکومت اور فوج کررہی ہے اس پہ اتنا رشک نہیں آتا لیکن جب ان کیلئے "مردہ باد زندہ باد" کے نعرے لگانے والوں اور اس خباثت کو ثواب یا جہاد کا نام دینے والوں کی باتیں اور احتجاجیں

وغیرہ دیکھتا ہوں تو اپنا بھی ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ آخر...

"کیا بنے گاپاکستان کا؟"

لیکن پھر تاریخ پہ نظر ڈالتا ہوں تو خوشی بھی ہوتی ہے کہ جب مسلمانوں میں برائی اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے تو اس پر زوال لازم ہوجاتا ہے اور ایک انقلاب کی شکل میں پورا نظام تبدیل ہوتا ہے ۔ پاکستان میں بھی کچھ ایسی صورتحال ہے اور ان شاءاللہ انقلاب کے آثار آنا شروع ہوئے ہیں، تحریک طالبان پاکستان ایک منظم شکل اختیار کرچکی ہے اور پورے پاکستان میں جہاں بھی چاہے کارروائی کرسکتی ہے ۔ وہ دن دور نہیں جب کابل کہ طرح اسلام آباد پر بھی کلمے کا سفید جھنڈا لہرائے گا اور یہ کالا جمہوری طاغوتی نظام نیست ونابود ہوکر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اسلامی نظام میں تبدیل ہوجائے گا ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور اس کے خصوصی فضل وکرم سے ہوگا لیکن چونکہ دنیا دارالاسباب ہے اسلئے اس جھنڈے کو لہرانے کیلئے اللہ تعالیٰ ایک جماعت یعنی تحریک طالبان پاکستان کو چنے گا (ان شاءاللہ) اور اس نظام کے ثمرات میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کا بھرپور حصہ ہوگا ۔ اس لئے تمام امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستانی قوم کے نوجوان طبقے سے اپیل کرتا ہوں کہ آئیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اسلامی نظام کیلئے استعمال کرنے کیلئے تحریک طالبان پاکستان کا حصہ بنیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کا حامی وناصر ہو ۔ آمین ۔

افغان مجاہدین کو سلام

افغان قوم کو موت کے ہنر میں مہارت حاصل ہے، صدیوں سے یہ لوگ اس ہنر کو اپنائے ہوئے ہیں، یہ ایک ایسا ہنر ہے جس کے بغیر نہ تو قوموں کی بقا کی ضمانت ہے، نہ ان کی عزت وشرف کی، یہ وہ فن ہے جسے اکثر مسلم اور عرب قوموں نے بھلادیا ہے، افغان قوم کے جونوں، بوڑھوں اور اکثر بچوں اور عورتوں کے سینوں میں بھی یہ جذبہ موجزن رہا ہے اور کسی دور میں بھی سرد نہیں ہونے پایا، یہ جذبہ اس وقت اکثر اسلامی مما لک اور عرب اقوام میں سرد پڑچکا ہے اور ان کی غیرت وحمیت کے فقدان کا یہی سبب ہے، افغان اور دوسری مسلم اور عرب اقوام میں یہ بڑا واضح اور بڑا عجیب فرق ہے اور عالم اسلام کے حوادث وواقعات پر نظر رکھنے والوں اور دعوت اسلامیہ کے مستقبل سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا چاہیئے ۔

افغانی مجاہدین کو میرا سلام اور میری طرف سے مخلصانہ مبارک باد!

نشان یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
روسی فوجوں پر فتح یابی کے بعد جاری کردہ بیان (دسمبر ۱۹۷۲ء)



پاکستان ایک اور پرائی جنگ کے دہانے پر

مولانا سلیم حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بات تو کسی بھی ذی عقل وباشعور شخص پہ مخفی نہیں ہے کہ دنیا میں ہرطاقتور اپنے سے کمزورکواپنے مفادات کی بھینٹ چڑھاتا ہے اورجب وہ بے ضمیر ،بے احساس اور غلامانہ ذہن والا ہوتا ہے تو پھر وہ اپنے ایمان،غیرت اور قومی وملی اقدار اور معیارات کا سوداباز بن جاتا ہے اور ترقی کرتے ہوئے فکری اور اعتقادی بلکہ ہر لحاظ سے وہ سر تا پا غلام بن جاتا ہے اور اقتدار کے حصول کے لئے ہر اس قول و فعل کو بخوشی سر انجام دیتا ہے جس کی دین ،ایمان اور قومی مفادات کوئی بھی چیز اجازت نہیں دیتی۔اس کی مثال اس کشتی کی طرح بن جاتی ہے جس کا کوئی لنگر نہ ہو اور اقتدار و مفادات کی ہوائیں جس سمت چاہیں اسے بغیر مزاحمت کے چلاتی ہیں۔

اگر وہ غلامانہ ذہن وسوچ کا مالک نہ ہو بالفاظ دیگر بےضمیرنہ ہوتو وہ اپنے ایمان،غیرت اور ملی وقومی اقدار اورمعیارات کا کبھی بھی سودا نہیں کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر امارت اسلامیہ افغانستان کو دیکھئے کہ کمزور تو ہے لیکن اپنی ایمانی اور قومی وملی اقدار اورمعیارات کا کبھی سودا نہیں کیا ہے ،حالانکہ اگر تعصب کی عینک اتار کہ دیکھ لیا جائے تو امارت اسلامیہ افغانستان جن مشکل ترین اور کٹھن مراحل سے گذر رہا ہے اگر اس کے علاوہ کوئی اور ملک ہوتا تو یقیناً وہ ان عالمی قوتوں کی پابندیوں ، سازشوں اوردباؤ سے مجبورو مقہور ہو کر گٹھنے ٹیک لیتا اور غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر اپنی غلامانہ زندگی کو طول دیتا ،لیکن للہ الحمد کہ امارت اسلامیہ کی قیادت با سعادت نے شرعی سیاست کو اپناتے ہوئے پوری دنیا میں مسلمانوں اور خاص کر مجاہدین کا سر فخر سے بلند کیا ،اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس پُر فتن اور دجالی سسٹم اور نظام میں بھی اللہ عزوجل کا نظام اللہ تبارک وتعالی کی زمین پر نافذ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ایران کوبحیثیت ِملک دیکھا جائے تو امریکہ کے سامنے ابھی تک سر تسلیم خم نہیں کیا ، ایران کو ہر قسم کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا ، یہاں تک کہ ان کی کرنسی اپنی ساکھ وحیثیت بالکل کھو چکی، لیکن اس کے باوجود بھی ایران اپنی خودداری اور پالیسی و موقف پر ڈٹا ہوا ہے۔

اس کے بر عکس اگر مملکت خداداد پاکستان پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جائے اور زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو اس بات میں دو رائے نہیں کہ ہمارے حکمرانوں نے وطن عزیز کے ساتھ کتنی خیانت کی ہے؟! اور عالمی قوتوں کی کتنی غلامی کی ہے اور کر رہے ہیں ؟! اور اپنے اقتدار کے لئے ملک کو تباہی کے دہانے پہ کھڑا کر دیااور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ ملک کس کے قبضہ میں ہے؟اورملک پہ نام نہاد قابض و مسلط حکمران اور سیاستی قیادت دراصل شطرنج کے مہرے ہیں۔

قیادت دراصل شطرنج کے مہرے ہیں۔

ملکی سیاست پر نظر رکھنے والوں کو بخوبی علم ہے کہ اصل حکمران اسٹیبلشمنٹ ہے ،مختصر یہ کہ ہوتا وہی ہے جو اسٹیبلشمنٹ چاہتی ہے، ملک کی خارجہ پالیسی ہو یا داخلہ سب کو یہ کنٹرول بھی کرتی ہے اور چلاتے بھی۔اس کی بہت ساری مثالیں وطن عزیز کے پچھتر (۷۵) سالہ دور میں موجود ہیں جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

اسٹیبلیشمنٹ کی غلط پالیسیوں کے مہلک نتائج اور نحوستیں ہم دیکھتے رہتے ہیں جنکی فہرست تو بہت ہی طویل ہے، لیکن ہم صرف یہاں پر صرف ایک ایسی غلط پالیسی اور غلامانہ کردار کے مہلک نتائج کو ذکر کر تے ہیں جس کا مشاہدہ ہر کسی کو ہے،اور جس کے وبال اور نحوست کی وجہ سے وطن عزیز ملکی او رعالمی سطح پر اپنی ساکھ اور اعتمادکھو چکا ہے اور انکی مثال اس کرایہ کے قاتل کے سی ہے جسے اپنے حال اور مستقبل کی کوئی فکر واحساس نہ ہوبلکہ اس کی نظر صرف روپے پیسے بٹورنے پر ہو ۔

پاکستان کے فرنٹ لائن اتحادی کی حیثیت سے (پرائی جنگ)زیادہ دور نہیں جاتے یعنی روس وغیرہ بلکہ ۱۱/۹ کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط میں فرنٹ لائن کا اتحادی بننا ، عافیہ صدیقی فک اللہ اسرہا،عبدالسلام ضعیف صاحب اور اسی طرح سینکڑوں عرب و عجم مجاہدین کو امریکہ کے حوالہ کرنا ،اور پاکستان کا امارت اسلامیہ کے خلاف اڈے دینا وغیرہ وغیرہ ۔ اس ظلم وستم ،غلط پالیسیوں اور فرنٹ لائن اتحادی کے مہلک نتائج وطن عزیز میں سب نے دیکھ لئے اورحکمرانانِ پاکستان تو کیا کہ فوجی قیادت نے بھی برملا اس کا کئی بار اقرار کیا ہے کہ ہم نے پرائی جنگ اپنا کر غلطی کی ہے۔

اب آتے ہیں ایک اور نئی جنگ کی طرف ،پاکستانی آرمی چیف سے امریکی سینٹکام کی ملاقات اور دفاعی تعاون اور انسدادی دہشت گردی پر معاہدہ ، اور اس کے بعد ڈرون حملہ کے ذریعے ڈاکٹر ایمن الظواہری صاحب رحمہ اللہ کی شہادت ،اور پاکستانی سرزمین سے امریکی ڈرون کاباقاعدہ افغانستان میں آنا اور کاروائی کرنا ،اور امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت باسعادت کا اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار کرنا ۔

یہ سب کچھ امریکہ اور پاکستان کا اس خطہ میں ایک اور جنگ کا عندیہ و اشارہ دے رہے ہیں ، اور امریکہ مخالف قوتوں(مثلا چین ،روس اور ایران وغیرہ) کے تاثرات یہی ہونگے کہ امریکہ جب چاہے پاکستان کو استعمال کر سکتا ہےا ور ڈالر کے عوض ملکی مفادات تو کیا کہ اپنا دین و ایمان بھی بھیج سکتا ہے، لہذا پاکستان پھر سے ایک اور پرائی جنگ میں کود پڑا ہے ،اور وہ بھی امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف جو پوری دنیا میں واحد حقیقی اسلامی نظام ہے اور پاکستان کو پھر سے بطور مہرہ استعمال کیا جا رہا ہے ،دیکھتے رہئے کہ اس کے کیا تباہ کن نتائج سامنے آئینگے؟اللہ عزوجل وطن عزیز میں لا الہ الا اللہ والا نظام نافذ فرمائے۔آمین یا رب الشہداءوالمجاہدین۔



مسلمانوں کی امید

مفتی شایان صاحب

امام مہدی علیہ الرضوان کی قیادت میں پوری دنیا پر خلافت

عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بشيرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ فِي النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ»، ثُمَّ سَكَتَ. [مشكاة المصابيح، رقم: ۵۳۷۸، ج۳ ص ۱۴۷۸]

ترجمہ وتشریح: اس حدیث مبارک میں نبی کریمﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام ادوار کو پانچ زمانوں میں تقسیم کیا:

۱۔ زمانۂ نبوت ہے، جس میں نبی کریمﷺ کی حیاتِ اقدس سے وفات تک کا زمانہ ہے جو « زمانۂنبوت » کہلاتا ہے۔

۲۔ زمانہ «خلافت علی منہاج النبوۃ» ہے جس میں خلفائے راشدین اور حضرت حسنؓ کے دورِ خلافت کا عرصہ شامل ہے۔

۳۔ زمانہ»ملک عاض» ہے، (یعنی کاٹ کھانے والی بادشاہت) جس میں خلفائے راشدین کے نہج کے برخلاف موروثی طریقے پر عمل ہوتا رہا، اور باپ کے مرنے کے بعد بیٹا بادشاہ بنتا تھا۔ جب کوئی شخص کسی چیز کے حاصل کرنے میں حریص ہوتا ہے تو اسے «عاضّ» کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ کے انتخاب میں شوریٰ کے فیصلے کو چھوڑ کر موروثی طریقۂ حکومت کو «ملک عاض» سے تعبیر کر دیا ۔ اس دور میں بنو امیہ، بنوعباس، سلطنت عثمانیہ اور دیگر متفرق بادشاہتیں شامل ہیں۔یہ زمانہ اگر چہ خلافت علی منہاج النبوۃ سے مرتبے میں کم ہے، مگر ان زمانوں میں بھی حقیقتاً بادشاہ کے حکم سے حدود، قضاء ، صوم وصلاۃ، زکوٰۃ وخراج اور جہاد جیسے اہم امورِ شرعیہ کا باقاعدہ قیام ہوتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے یہ نظام ہائے حکومت بھی امتِ مسلمہ کے لیے بہترین ادوار شمار ہوتے تھے۔

چوتھا زمانہ «ملک جبریہ» ہے، (یعنی زور و زبردستی کی حکومت) جس کی ابتداء سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد عہدِ استعمار سےہوئی، جس میں مغربی طاقتوں نے اپنے بل سے نکل کر عالمِ اسلام کے ٹکڑے کر کے اس پر قابض ہوئے، ان کا خون نچوڑا ، اپنا نظام نافذ کرواکر نام نہاد آزای دی، مگر نظامِ حکومت حقیقتاً غیروں کے طریقوں کے مطابق چلتا رہا اور ابھی تک چل رہا ہے، یہ سارا زمانہ «ملک جبریہ» میں آتا ہے۔اس دور میں دین کی حاکمیت نہ ہونے کے برابر رہ گئی، عالمِ کفر نے متحد ہو کر اسلامی نظام کو کمزور کرنے بلکہ اس کے خاتمے کی بھر پور کوششیں کیں اور اس کے لیے استعماری طاقتوں نے دنیا بھر میں جہاں اسلامی ممالک کو اپنی مرضی کے کٹھ پتلی سربراہوں کی صورت میں یرغمال بنا یا۔ وہیں مسلمانوں کو وطن وقوم، لسانیت وفرقہ واریت کی شکل میں میں باہمی تفریق کا نشانہ بنایا۔ ایسے ہی اس دور میں اسلامی شعائرو قوانین، احکامِ دینیہ کی تضحیک نیز مسلمانوں پر ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھنے میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی، اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں دنیا کے ظلم وجبر سے بھرنے کے بعد دوبارہ پھر طرزِ نبویﷺ پر خلافت کے قیام کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں جہاں مسلمانوں کو آئندہ آنے والے ادوار میں سیاسی نظاموں میں ہونے والی تبدیلیوں سے پیشن گوئی کے ذریعے مطلع فرما دیا، ایسے ہی خلافتِ مہدی کے لیے دیگر مختلف احادیثِ میں کمر بستہ ہوکر تیاری کرنے کے بھی بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔اس کی مزید وضاحت ایک اور حدیثِ مبارک میں آئی ہے،آپﷺ نے فرمایا: اس امت کے لیے ظالم اور جابر بادشاہوں سے افسوس! جو نیک لوگوں کو کس کس طرح ظلم وستم سے ڈراتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں۔ صرف وہی لوگ ان سے بچتے ہیں جو ان کی بات مانیں۔ متقی مؤمن ان کے ساتھ زبانی گفتگو کے ذریعے معاملہ رکھے گا مگر اس

کا دل ان سے کوسوں دور بھاگے گا، لیکن جب اللہ دوبارہ اسلام کو زندہ کرے گا تو ہر ظالم جبار کو ختم کر دے گا کیونکہ وہ فساد کے بعد امت کی اصلاح پر قادر ہے۔ پھر فرمایا: اے حذیفہ! اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرکے میرے اہلِ بیت کے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرکے اس کے ہاتھ پر ملاحم (خونریز جنگیں) جاری کردے گا اور اسلام کودنیا پر غالب کر دےگا۔ [جزء آدم بن ابی ایاس، رقم: ۱۷، ج۱ص۱۸]

موجودہ دور میں علمائے کرام اور شریعت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ حکومتوں کا کیا معاملہ ہے؟ کیا مختلف نظام ہائے حکومت میں شرکت صرف اس وجہ سے نہیں ہورہی ہے کہ اس کی وجہ سے ان کے شرور سے محفوظ ہوں؟ کیا آج دنیا میں دین داری کا نام دہشت گردی نہیں بنا؟آئندہ آنے والی احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ظہورِ مہدی کا دور ہے اور خلافت قائم ہونے والی ہے۔

احادیث مبارکہ میں عصرِ حاضر کے فتنے اور ان سے نکلنے کا نبوی راستہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو آپﷺ نے قربِ قیامت کے فتنوں کا تذکرہ کیا اور یہ تذکرہ کافی دیر تک فرماتے رہے، یہاں تک «فتنۃالأحلاس» کا ذکر فرمایا تو ایک آدمی نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! یہ «فتنۃالأحلاس» کیا چیز ہے؟ تو نبی کریمﷺ نے جواب دیا، یہ» ہرب اور حرب» کا فتنہ ہے(بھاگنے اور لوٹنے کا فتنہ) پھر فرمایا اس کے بعد «السراء» کا فتنہ داخل ہوجائے گا یہ فتنہ میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے کی وجہ سے بھڑک اٹھے گا،وہ تو یہ گمان کرے گا کہ وہ ہم میں سے ہے لیکن وہ ہم میں سے نہیں ہوگا کیونکہ میرے دوست صرف متقی لوگ ہیں، پھر لوگ ایک ایسے آدمی پر متفقہوجائیں گے جس کی مثال پسلی پر کولہے کی طرح ہے، پھر «الدھیماء» کا فتنہ ہوگا، جس میں اس امت کے ہر فرد کو تھپڑ ضرور پڑے گا، جب کبھی آپس میں یہ باتیں ہوں گی کہ فتنہ ختم ہوگیا تو وہ از ِ سر نو شروع ہوجائے گا اور اس دوران آدمی کی کیفیت ایسی ہوگی کہ صبح کو مومن تو شام کو کافر ہوگا [سنن ابی داؤد، باب ذکر الفتن ودلائلھا، رقم: ۴۲۴۲، ج۴ص۹۴]

۱۔آحلاس کا فتنہ: زمانۂ نبوت اور خلافتِ راشدہ کے بعد«ملک عاض» یعنی موروثی بادشاہت کا سلسلہ شروع ہوجائے گا جس میں بنو امیہ، بنو عباس اور سلطنتِ عثمانیہ کا طویل عرصہ داخل ہے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد جبری بادشاہت اور یورپی استعمار کا دور شروع ہوا۔ اس حدیث مبارک میں امتِ مسلمہ کا پورا سیاسی منظر نامہ کو دو، تین سطر میں بیان کیا گیا ہے۔اس تناظر میں حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ھرب اور حَرَب کا فتنہ رضا مندی یا جبری طور پر زمین، مال واسباب اور دل ودماغ پر قبضہ کرکے لوگوں کو نسل در نسل اپنا غلام برقرار رکھنے والا ایک ایسا فتنہ جس کا دورانیہ بہت طویل ہوگا۔

انگریزی استعمار نے برصغیر میں مغل بادشاہوں کی چاپلوسی اورخوشامد کی اوررضامندی کے ساتھ ہندوستان کو لوٹا اور پھر زبردستی اور ظلم وجبر سے لاکھوں انسانوں کو بھوک وافلاس سے ختم کر کے بمبئی، مدراس اور کلکتہ کی بندرگاہوں سے مال ودولت چوس چوس کے انگلستان پہنچاتے رہے اور جب یہاں سے نکلنے لگے تو ہندوستان میں تنازعات چھوڑ کر اسے ہندو اور مسلم میں تقسیم کیا۔جس کی وجہ سے دونوں ممالک کبھی متفق نہیں ہوئے، اس کے ساتھ مذہبی، سیاسی، سماجی ومعاشرتی اختلاف برقرار رکھنے کے لیے اپنے غلاموں کا ایک ایسا طبقہ چھوڑا جو اب اپنی ہی سر زمین پر رہنے والے مسلمانوں کو نہ تو اسلامی نظام کا خواب پورا کرنے دیتا ہے اور نہ ہی چین سے جینے کا موقع دیتا کرتا ہے۔

ایسی مکاری عرب ممالک میں بھی کی گئی کہ خلافت عثمانیہ کے ٹکڑے کیا گیا، یورپی قوتوں نے پہلے تو تمام عرب ممالک کو کاٹ کاٹ کر تقسیم کیا ، پھر ان کے درمیان اسرائیلی ریاست قائم کرکے عربوں کے دل میں چُھری گھونپ دی اور عرب سرزمین میں پیدا ہونے والے تیل کو اپنی ہی کمپنیوں کو ٹھیکے دلوا کر قبضے میں لیا گیا اور پھر سستے داموں ان سے تیل کی خرید داری اپنے ہی من پسند قیمت سے کرتے رہے۔

۲۔ خوشحالی کے فتنے : مال کی کثرت سے پہلے والے فتنے (احلاس) کا اختتام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوگا جو متقی اور پرہیز گار نہ ہونے کی وجہ سے اہل بیت کہلانے کا حقدار نہیں ہوگا اگر چہ بظاہر وہ اپنے آپ کو اہل بیت میں سے شمار کرے گا۔ مشہور محدث خلیل احمد سہانپوریؒ نے

بذل المجھود شرح ابوداؤد میں اس حدیثِ مبارک کے ذیل میں لکھتے ہیں: «والذي يظهر لي أنها هي الفتنة التي حدثت في رمضان سنة ألف ثلاثمائة، وأربع وثلاثين» یعنی حضرت محدث رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث مبارک کا مصداق ۱۳۳۴ہجری میں سامنے آیا ہے اس فتنے کو «فتنۃ السراء» کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شریفِ مکہ نے ترکوں کے خلاف انگریزوں سے «سراً»خفیہ معاہدہ کرکے سلطنتِ عثمانیہ کو مکہ مکرمہ سے نکل باہر کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔اور اگر «فتنۃ السراء» سِر(چھپا ہوا راز) سے ماخوذ نہ ہو، بلکہ «سرور» لیا جائے، یعنی نعمتوں اور خوشحالیوں کا فتنہ، تو اس صورت میں مراد یہ ہوگا، کہ انگریزوں کے آنے کے بعد جزیرۃ العرب میں انگریز کمپنیوں کے تیل نکالنے کی وجہ سے عربوں پر نعمتوں کا آغاز ہوا، جس کی بنیاد شریفِ مکہ کی غداری تھی۔

[دیکھئے: بذل المجھود شرح ابوداؤد، کتاب الفتن، ج۹ ص۶۸]

۳۔سخت سیاہ فتنہ : ایک حدیث میں ہے کہ یہ فتنہ چالیس سال تک رہے گا، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی اور اس دوران بیت اللہ کی «بے حرمتی» بیت اللہ کے اپنے ہی لوگوں سے سرزد ہوگی۔ ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ تاہم بیت اللہ کی توہین کے بعد عربوں کی ہلاکت اتنی جلد ہوگی کہ اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں یعنی ملکی معاملات بہت جلد ان کے کنٹرول سےنکل جائیں گے۔[مسند أحمد، مسند ابی ہریرۃ، رقم: ۷۹۱۱، ج۱۳ص۲۹۰]

یکم محرم ۱۴۰۰/۱۹۷۹ ہجری میں حرم شریف میں جہیمان کے واقعے کے بعد سے عالمِ اسلام پر کفار کی یلغار شروع ہوئی ، جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا، پھر ایران اور عراق کے درمیان جنگ، پھر عراق اور کویت کے درمیان جنگ شروع ہوئی اور اس دوران امریکی افواج جزیرۃ العرب آگئیں ، جب کہ کویت عراق جنگ کی طرف اس حدیث میں واضح موجود ہے۔[دیکھئے:

مجمع الزوائد، باب فی الملاحم، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ ص۳۱۸]

۱۹۹۰ سے ۲۰۰۳ء تک عراق پر پابندیاں لگائی گئیں ، پھر نائن الیون کےبعد افغانستان پر حملہ ہوا ، اور اس کے بعد عراق میں صدام حکومت ختم کی گئی[صحیح مسلم، رقم:۲۹۱۳، ج۴ص۲۲۳۴] اوروہاں شیعہ سنی فسادات شروع ہوئے، اس کے بعد ۲۰۱۱ سے تیونس ، مصر ، لیبیا اور یمن میں باہمی فتنے شروع ہوئے ، مگریہ فتنے شام میں اور زیادہ شدید ہوئے، جہاں پر ابھی تک جنگی حالات کی وجہ سے معاشی اور اقتصادی مشکلات کا سامنا ہے اس بارے میں [صحیح مسلم، رقم:۲۹۱۳، ج۴ص۲۲۳۴] تفصیل موجود ہے۔جب کہ ایک حدیث میں ہے کہ شام میں شروع ہونے والے فتنوں کا اختتام مدینہ منورہ پہنچ کر ہوگا، جب کہ شام کے فسادات اورظلم وستم کے بعد احادیث میں امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری کا تذکرہ موجود ہے، جو ان فتنوں کا خاتمہ کرکے پوری دنیا پر خلافت قائم کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ اے جماعت مہاجرین پانچ خصلتیں ہیں جن کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تمہارے اندر پیدا ہو جائیں ایک یہ ہے کہ جب کسی قوم میں بے حیائی پھیلتی ہے تو ان پر طاعون اور وبائیں اور ایسے نئے امراض مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ان کے آباء و اجداد نے سنے بھی نہ تھے اور دوسرے یہ کہ جب کسی قوم میں ناپ تول کے اندر کمی کرنے کا مرض پیدا ہو جائے تو ان پر قحط اور گرانی اور مشقت و محنت اور حکام کے مظالم مسلط کر دیئے جاتے ہیں اور تیسرے یہ کہ جب کوئی قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو بارش بند کر دی جاتی ہے اور چوتھے یہ کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان پر اجنبی دشمن مسلط فرمادیتے ہیں جو ان کے مال بغیر کسی حق کے چھین لیتا ہے اور پانچویں یہ کہ جب کسی قوم کے ارباب اقتدار کتاب اللہ کے قانون پر فیصلہ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام ان کے دل کو نہ لگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں منافرت اور لڑائی جھگڑے ڈال دیتے ہیں (یہ روایت ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ نے نقل کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح علیٰ شرط مسلم فرمایا ہے)

ٹرانس جینڈر ایکٹ

مفتی حمید اللہ



ظہورِ مہدی سے پہلے معاشرتی خرابیاں

۱۔ٹرانس جینڈر بل، جنسی رجحانات اور ہمارا معاشرتی بگاڑ۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استحلت امتی خمساً فعلیهم الدمار اذا ظهر التلا عن، وشربوا الخمور، ولبسوا الحرير، واتخذو القينات، واكتفى الرجال بالرجال، والنساء بالنساء (الترغيب والترهيب ج ٣ ص ٩٨) (كنز العمال حديث رقم ٤٩٨ ٣٨)

" حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشا نقل کرتے ہیں کہ جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ان پر تباہی نازل ہوگی ۔ جب ان میں باہمی لعن طعن عام ہو جائے ،مر دریشمی لباس پہننے لگیں ۔ گانے بجانے اور ناچنے والی عورتیں رکھنے لگیں ، شرابیں پینے لگیں اور لذت ہم جنس پراکتفا کی جانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر تباہی نازل ہونے کے پانچ عوامل اور اسباب ارشادفرمائے ہیں ۔ باہمی لعن طعن ، ریشمی لباس کو حلال سمجھنا، گانے بجانے ناچنے والی عورتوں کو رکھنا ، شراب پینا ، ہم جنس پرستی کہ امت جب ان چیزوں کو جائز اور حلال سمجھنے لگ جائے تو پھر گویا ان کی ہلاکت کا وقت قریب آ چکا ہو گا اور اس وقت پھر ان پر تباہی نازل ہوگی ۔ان میں سے ہم جنس پرستی کی لعنت کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ۔

وعن واثلة بن الأسقع وأنس بن مالك رضی اللہ عنهما قالا قال النبي صلى الله عليه وسلم «لاتذهب الدنيا حتى يستغنى النساء بالنساء والرجال بالرجال والسحاق زنا النسأ فيما بينهن (تاريخ دمشق ج ١٠ص ١١٩ كنز العمال حديث رقم ٣٨٥٠٠)

" حضرت واثلہ بن الأسقع اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفر مایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب عورت عورت کے ساتھ اور مرد مرد کے ساتھ ہم جنس پرستی کی وجہ سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور سحاق (عورتوں کا ایک دوسرے کی شرم گاہوں کو ملنا) عورتوں کا آپس کا زنا ہے ۔

وعن انس رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استغنى النساء بالنساء والرجال بالرجال فبشرهم بريح حمراء تخرج من قبل المشرق فيمسخ بعضهم ويخسف ببعض، ذالك بما عصوا وكانوا يعتدون (كنز العمال ٣٨٤٩٩)

"حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفر مایا کہ جب عورتیں عورتوں کے ساتھ اور مر دمر دوں کے ساتھ ہم جنس پرستی کی وجہ سے اکتفاء کر کے بے نیا ہو جائیں تو اس وقت ان کو سرخ ہوا کی جومشرق کی جانب سے چلے گی کہ خوشخبری سنا دو ،اس ہوا کی وجہ سے کچھ شکلیں مسخ کر دی جائیں گی اور کچھ کو زمین میں دھنسادیا جائے گا۔ یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے ہم جنس پرستی میں مبتلا ایک قوم پر ایسا بھیا تک عذاب مسلط کیا تھا کہ اس کی

مثال تمام معذب اقوام کے عذاب میں ملنا مشکل ہے ۔اللہ کریم نے فرمایا:

ولوطا اذ قال لقومه اتأتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين. انكم لتأتون الرجال شهوة من دون النساء بل أنتم قوم مسرفون، وما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم أناس يتطهرون، فأنجيناه، وأهله الا أمرته، كانت من الغابرين، وأمطرنا عليهم مطراً فساء مطر المنظرين (الاعراف)

"اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو پیغمبر بنا کر بھیجا اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا ۔ یعنی نفسانی خواہشات پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گر تے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو ، تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے کہ ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے نکال دو، بیالوگ پاک بننا چاہتے ہیں تو ہم نے ان کو اور تھروں کی بارش برسائی سو د یکھ لو گناہگاروں کا کیا انجام ہوا ۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے ۔

"انبیا علیہم السلام اور ان کی امتوں کے نقص کا جوسلسلہ اوپر سے چلا آ رہا ہے اس کا لوط علیہ السلام حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے بھیجے ہیں ۔ دونوں کا اصل وطن ، مغربی عراق میں بصرہ کے قریب ارض بابل کے نام سے معروف تھا۔ اس میں بت پرستی کا عام رواج تھا۔ خلیل اللہ علیہ السلام کا گھرانہ خود بت پرستی میں مبتلا تھا۔ حق تعالی نے ان کی ہدایت کے لیے ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ قوم نے مخالفت کی جس کی نوبت آ تش نمرود تک پہنچی خود والد نے گھر سے نکال دینے کی دھمکیاں دیں ۔

اپنے گھرانہ میں سے صرف زوجہ محترمہ حضرت سارہ اور بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام مسلمان ہوئے فامن لہ لوط بالآ خرانھی دونوں کو ساتھ لے کر وطن سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی ۔ نہر اردن پر پہنچنے کے بعد بحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام علاقہ کنعان میں جا کر مقیم ہوئے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ اور لوط علیہ السلام کو بھی حق تعالی نے نبوت عطا فرما کر اردن اور بیت المقدس کے درمیان مقام سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ علاقہ پانچ اچھے بڑے شہروں پرمشتمل تھا۔ سدوم ،عمورہ ، دمہ ،صوبیم اور بالع یا صوغر تھے۔ان کے مجموعہ کوقرآن کریم نے مؤ تفکہ "مؤتفکات" کے الفاظ میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے ۔

سدوم ان شہروں کا دارالحکومت اور مرکز سمجھا جا تا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے یہیں قیام فرمایا زمین سرسبز و شاداب تی ۔ ہر طرح کے ملے اور بچوں کی کثرت تھی ۔ (ابن کثیر و غیرہ)انسان کی عام عادت قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی یعنی انسان سرشی کر نے لگتا ہے جب دیکھتا ہے کہ وہ کسی کا تاج نہیں رہا۔

ان لوگوں پر بھی حق تعالی نے اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیے تھے۔ عام انسانی عادت کے تحت دولت وثروت کے نشہ میں مبتلا ہو کر عیش وعشرت اورلہو و ہوس کے اس کنارے پہنچ گئے کہ انسانی غیرت و حیا اور اچھے برے کی فطری تمیز بھی کھو بیٹھے۔ایسے خلاف فطرت فواحش میں مبتلا ہو گئے جو حرام اور گناہ ہونے کے علاوہ فطرت سلیمہ کے لیے نفرت اور ایسے گھن کے کام ہیں کہ عام جانور بھی اس کے پاس نہیں جاتے ۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ان

کی ہدایت کے لیے مامورفر مایا۔ انہوں نے اپنی قوم کو خطاب کر کے فرمایا اتأتون الفاحشةما سبقکم بها من احد من العالمین "

یعنی بطور تنبیہ کے فرمایا کیا تم ایسا نخش کام کر تے ہو جو تم سے پہلے سارے جہاں میں کسی نےنہیں کیا ۔ زنا کے بارے میں تو قرآن کریم نے انه کان فاحشة " بغیر الف لام کے ذکر کیا اور الف لام کے ساتھ 'الفاحشہ" فرما کر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ بی خلاد۔ فطرت بدکاری گویا تمام فواحش کا مجموعہ اور زنا سے زیادہ شدید جرم ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ بدکاری تم سے پہلے سارے جہاں میں کسی نے نہیں کی ۔عمرو بن دینار نے فر مایا کہ اس قوم سے پہلے دنیا میں بھی ایسی حرکت نہ دیکھی گئی تھی ۔ (مظہری) اور نہ اہل سدوم سے پہلے کسی برے سے برے انسان کا ذہن اس طرف گیا تھا۔ اموی خلیفہ عبدالملک نے کہا کہ اگر قرآن میں قوم لوط علیہ السلام کا واقعہ مذکور نہ ہوتا تو میں بھی گمان نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی انسان ایسا کام کر سکتا ہے ۔ (ابن کثیر)

اس میں بے حیائی پر دوحیثیت سے تنبیہ کی گئی اول تو یہ کہ بہت سے گناہوں میں انسان اپنے ماحول یا اپنے اسلاف کی تقلید کی وجہ سے مبتلا ہو جا تا ہے گو وہ بھی کوئی شرعی عذر نہیں مگر عرفا اس کو کسی نہ کسی وجہ سے معذور سمجھا جائے گا مگر ایسا گناہ جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ اس کے خاص مقتضیات ہیں یہ اور بھی زیادہ وبال ہے ۔ دوسرے اس حیثیت سے کہ کسی برے کام یا بری رسم کو جوشخص ایجاد کرتا ہے اس پر اپنے فعل کا گناہ اور عذاب تو ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ ان تمام مبتلا گناہ ہو جاتے ہیں ۔

لوگوں کو عذاب و و بال بھی اس کی گردن پر ہوتا ہے جو قیامت تک اس کے فعل سے متاثر ہوکر دوسری آیت میں ان کی بے حیائی کو زیادہ واضح الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کر تے ہواس میں اشارہ کر دیا کہ انسان کی طبعی اور فطری خواہش کی تسکین کے لیے اللہ تعالی نے ایک حلال اور جائز طریقہ عورتوں سے نکاح کرنے کا مقر رفر ما دیا ہے ۔ اس کو چھوڑ کر غیر فطری طریقہ کو اختیار کر نانری خباثت نفس اور گندہ ذہن کا ثبوت ہے ۔ اسی لیے صحابہ و تابعین اور آئمہ مجتہدین نے اس جرم کو عام بدکاری سے زیادہ شدید جرام و گناہ قرار دیا ۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا ایسا فعل کر نے والے کوایسی سزا دینا چاہیے جیسے قوم لوط کواللہ تعالی کی طرف سے دی گئی تھی کہ آسان سے پتھر بر سے ۔ زمین کا تختہ الٹ گیا اس لیےاس شخص کو کسی اونچے پہاڑ سے گرا کر اوپر سے پتھراؤ کر دیا جائے ۔ مسنداحمد ،ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں بروایت ابن عباس مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کر نے والوں کے بارے میں فرمایا 'فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ " یعنی اس کام کے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے ۔(ابن کثیر)

آخر آیت میں فرمایا بل انتم قوم مسرفون " یعنی تم ایسی قوم ہو جو د انسانیت سے گزرگئی ہے ۔ یعنی تمہارا اصل مرض یہ ہے کہ تم ہر کام میں اس کی حد سے نکل جاتے ہو، جنسی خواہش کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالی کی مقررہ حد سے نکل کر خلاف وضع فطری میں مبتلا ہو گئے ۔ تیسری آیت میں حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کے جواب میں ان کی قوم کا جواب اس طرح ذکر فر مایا گیا ہے کہ ان لوگوں سے کوئی معقول جواب تو بن نہیں سکا،

ضد میں آ کر یہ کہنے لگے کہ یہ لوگ بڑی پاکی اور صفائی کے مدعی ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو اپنی بستی سے نکال دو ۔

قسط نمبر ۲

تیسری اور چوتھی آیتوں میں قوم سدوم کی اس کجروی اور بے حیائی کی سزا آ سانی کا ذکر ہے اور یہ کہ اس پوری قوم پر اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا۔ صرف لوط علیہ السلام اور ان کے چند ساتھی عذاب سے محفوظ رہے ۔ قرآن کریم کے الفاظ میں فأنجینہ واھلہ '' آیا ہے کہ ہم نے لوط اور ان کے اہل کو عذاب سے نجات دی۔ بیداہل کون لوگ تھے ۔ بعض حضرات مفسر بن کا قول ہے کہ اہل میں دولڑ کیاں تھیں جو مسلمان ہوتی تھیں ۔ بیوی بھی مسلمان نہ ہوئی تھی۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں''فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین ''مذکور ہے کہ ان تمام بستیوں میں ایک گھر کے سوا کوئی مسلمان نہ تھا۔ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوط علیہ السلام کے صرف گھر کے آدمی مسلمان تھے۔ جن کو عذاب سے نجات ملی ۔ ان میں بھی بیوی داخل نہ تھی اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اہل سے مراد عام ہے اپنے گھر والے اور دوسرے متعلقین جو مسلمان ہو چکے تھے ۔خلاصہ یہ ہے کہ گنے چنے چند مسلمان تھے جن کو اللہ تعالی نے عذاب سے بچانے کے لیے حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دے دیا کہ بیوی کے سوا دوسرے اہل ومتعلقین کو لے کر آ خر رات میں اس بستی سے نکل جائیں اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں کیونکہ جس وقت آپ اس بستی سے نکل جائیں گے تو بستی والوں پرفور عذاب آ جائے گا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل کی ۔اپنے اہل و متعلقین کو لے کر آخر شب میں سدوم سے نکل گئے ۔ بیوی کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ ساتھ چلی ہی نہیں دوسری یہ کہ کچھ دور ساتھ چلی مگر حکم خداوندی کے خلاف پیچھے مڑ کر بستی والوں کا حال دیکھنا چاہتی تھی تو اس کو عذاب نے پکڑ لیا۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اس واقعہ کو جمل اور مفصل بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تیسری آیت میں صرف اتنا مذکور ہے کہ ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے اہل ومتعلقین کو عذاب سے نجات دے دی ۔ مگر ان کی بیوی عذاب میں رہ گئی نجات دینے کی سی صورت کہ یہ لوگ آ خر رات میں بستی سے نکل جائیں اور مڑ کر نہ دیکھیں دوسری آیت میں مذکور ہے۔ چوتھی آیت میں اس قوم پر نازل ہونے والے عذاب کومختصر لفظوں میں صرف اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر عجیب قسم کی بارش بھیجی گئی اور سورہ ہود میں اس عذاب کی مفصل کیفیت یہ بیان فرمائی ہے فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سا فلھا وأمطرنا علیھا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربك وماھي من الظالمین ببعید

یعنی جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو ہم نے ان کی بستی اوپر نیچے کر ڈالی اور ہر سائۓ ان پر پتھر کنکر کے تہ بہ تہ نشان کیے ہوئۓ تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے پوچھ اس سے معلوم ہوا کہ اوپر سے پتھروں کی بارش بھی ہوئی اور نیچے سے زمین کے پورے طبقے کو جبرئیل امین نے اٹھا کر اوندھا پلٹ دیا اور جن پتھروں کی بارش بری وہ تہ بہ تہ تھے لینی ایسی مسلسل بارش ہوئی کہ تہ بہ تہ جمع ہو گئے اور یہ پتھر نشان کیے ہوئے تھے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر ایک پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس کی ہلاکت کے لیے پھینکا گیا تھا اور سورت حجر کی آیات میں اس عذاب سے پہلے یہ بھی مذکور ہے ۔ فأخذتھم الصیحۃ مشرقین یعنی آ پکڑا ان کو چنگھاڑ نے

سورج نکلتے وقت ۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے آسمان سے کوئی سخت آواز چنگھاڑ کی صورت میں آئی ، پھر اس کے بعد دوسرے عذاب آئے ، ظاہر الفاظ سے یہ سمجھا جا تا ہے کہ چنگھاڑ کے بعد پہلے زمین کا تختہ الٹ دیا گیا پھر اس پر مزید تذلیل وتحقیر کے لیے پتھراؤ کیا گیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے پتھراؤ کیا گیا ہو اور بعد میں زمین کا تختہ الٹ دیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآنی اسلوب بیان میں یہ ضروری نہیں کہ جس چیز کا ذکر پہلے ہوا ہو وہ وقوع کے اعتبار سے بھی پہلے ہو ۔ قوم لوط علیہ السلام کے ہولناک عذابوں میں سے زمین کا تختہ الٹ دینے کی سزاان کےفحش اور بے حیائی والے عمل سے خاص مناسب بھی رکھتی ہے کہ انہوں نے قلب موضوع کاارتکاب کیا ہے۔ سورۃ ہود کی آیات کے آخر میں قرآن کریم نے اہل عرب کو مز ید تنبیہ کے لیے یہ بھی فرمایا کہ و ما هي من الظالمين ببعيد " یعنی یہ الٹی ہوئی بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں،سفر شام کے راستے پر ہر وقت ان کے سامنے آتی ہیں مگر حیرت ہے کہ یہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے ۔ اور یہ منظر صرف نزول قرآن کے زمانہ میں نہیں آج بھی موجود ہے ۔ بیت المقدس اور نہر اردن کے درمیان آج بھی یہ قطعہ زمین بحرلوط یا بحرمیت کے نام سے موسوم ہے ۔ اس کی زمین سطح سمندر سے بہت زیادہ گہرائی میں ہے اور اس کے ایک خاص حصہ پر ایک دریا کی صورت میں ایک عجیب قسم کا پانی موجود ہے جس میں کوئی جاندار مچھلی مینڈک وغیر ہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اس کو بحرمیت بولتے ہیں ۔ یہی مقام سدوم کا بتلا یا جا تا ہے ۔ نعوذ بالله من عذابه وغضبه - (معارف القرآن ج ٣ ص ٢١۵ تا ٢١٩)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الثانية، قوله تعالى «أتأتون الفاحشة" يعنى اتيان الذكور، ذكرها الله باسم الفاحشة ليبين انهازني، كما قال تعالى «ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة" واختلف العلماء فيما يجب على من فعل ذالك بعد اجماعهم على تحريمه، فقال مالك يرجم احصن أولم يحصن، وكذالك يرجم المفعول به ان كان محتلماً، وروى عنه ايضا يرجم ان كان محصنا ويحبس ويؤدب ان كان غير محصن. وهو مذهب عطاء، والنخعي، وابن المسيب ، وغيرهم، وقال ابو حنيفة يعزرا المحصن وغيره وروى عن مالك، وقال الشافعي يحد حد الزنى قياساً عليه، احتج مالک بقوله تعالى «وامطرنا عليهم حجارة من سجيل فكان ذالك عقوبة لهم وجزاء على فعلهم، فان قيل لا حجة فيها لوجهين، احدهما أن قوم لوط انما عوقبوا على الكفر والتكذيب، كسائر الامم، الثاني أن صغيرهم وكبيرهم دخل فيها،فدل على خروجها، من باب الحدود، قيل أما الاول فغلط، فان الله سبحانه وتعالى أخبر عنهم أنهم كانوا على معاصى فأخذهم بها منها هذه، واما الثاني فكان منهم فاعل وكان منهم راض فعوقب الجميع لسكوت الجماهر عليه، وهي حكمة الله وسنته في عباده. وبقى أمر العقوبة على الفاعلين مستمرا، والله اعلم، وقد روى ابو داؤد، وابن ماجة والترمذي، والنسائي، والدارقطني، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال «من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فأقتلوا الفاعل والمفعول به لفظ ابى داؤد وابن ماجه، وعند الترمذي «احصنا أولم يحصنا" وروى ابوداؤد، والدارقطني عن ابن عباس في البكر يوجد على اللوطية، قال يرجم، وقد روى عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه، أنه حرق رجلا يسمى الفجاءة حين عمل عمل قوم لوط بالنار، وهورای على بن ابى طالب، فانه لما كتب خالد بن الوليد الى أبي بكر فى ذالك جمع أبوبكر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

وأستشارهم فيه، فقال على ان هذا الذنب لم تعص به أمة من الامم الا أمة واحدة صنع الله بها ماعلمتم، أرى ان يحرق بالنار، فأجتمع رأى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يحرق بالنار فكتب ابو بكر الى خالد بن الوليد أن يحرقه بالنار فأحرقه، ثم أحرقهم ابن الزبير في زمانه، ثم أحرقهم هشام بن الوليد، ثم أحرقهم خالد القسرى بالعراق، وروى أن سبعة أخذوا في زمن ابن الزبير في اللواط، فسأل عنهم فوجد أربعة قد أحصنوا، فأمر فخرجوا بهم من الحرم فرجموا بالحجارة حتى ماتوا، وحد الثلاثة، وعنده ابن عباس وابن عمر فلم ينكرا عليه. والى هذا ذهب الشافعي، قال ابن العربي، والذي صار اليه مالک احق، فهوا صح سنداً وأقوى معتمداً، وتعلق الحنفيون بأن قالوا، عقوبة الزنى معلومة، فلما كانت هذه المعصية غيرها وجب أن لايشاركها في حدها، ويأثرون في هذا حديثاً «من وضع حدا في غير حد فقد تعدى و ظلم" وايضاً فأنه وطء في فرج لا يتعلق به احلال ولا احصان ولا وجوب مهر ولا ثبوت نسب ، فلم يتعلق به حد

(احكام القرآن للقرطبی ج ۲۴۴۷)

"دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کریم نے ارشادفر مایا" تم ایسی بے حیائی کرتے ہویعنی مردوں سے شہوت رانی اللہ نے اس کو فاحشہ کے نام سے ذکر کیا تا کہ یہ واضح ہو کہ یہ بھی زنا کی طرح ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا" زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک میں بے حیائی ہے" علماء کا اس کی حرمت پر اجماع کے بعد اس کے مرتکب شخص پر نافذ سزا میں اختلاف ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو رجم کیا جائے چاہے وہ چھن ہو یا نہ ہو اور اس طرح مفعول بہ اگر بالغ ہوتو اس کو بھی رحم کیا جائے گا ان سے ایک روایت یہ بھی نقل کی گئی ہے اگر وہ چھن ہوتو رجم کیا جائے گا اور اگر وہ غیر محصن ہوتو اس کو قید کیا جائے گا اور اس کی تادیب کی جائے گی ، یہ مذہب عطائے تھی ، ابن المسیب وغیرہ رحهم اللہ کا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فر مایا کہ حسن اور غیر محسن دونوں کی تعمیر کی جائے گی ، امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زنا پر قیاس کرتے ہوئے اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی ۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اللہ کریم کے ارشاد کہ'ہم نے ان پر کنکر کی پتھریاں برسائے" سے استدلال کیا ہے۔ میدان کی عقوبتہ اوران کے فعل کی جزا تھی ۔اگر یہ کہا جائے کہ اس میں دوطرح سے استدلال کی گنجائش نہیں ۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قوم لوط کو سزا تمام امتوں کی طرح تکذیب اور کفر کی وجہ سے ہوئی ، دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے چھوٹے اور بڑے تمام اس سزا میں شامل تھے ۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ یہ حدود کے باب میں داخل نہیں ۔ کہا گیا ہے کہ پہلی بات تو غلط ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کے بارے میں یہ خبر دی کہ وہ معاصی میں مبتلا تھے ۔ اس گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کی پکڑ اس طرح ہوئی اور دوسری بات جو ہے وہ یہ کہ کچھ ان میں اس فعل بد کے مرتکب تھے اور کچھ اس فعل بد کو راضی خوشی برداشت کیے ہوئے تھے۔ تو جمہورعوام کے سکوت کی وجہ سے ان کو بھی سزا میں شامل کیا گیا اور اللہ تعالی کا طریقہ اپنے بندوں میں یہی چلا آ رہا ہے اور جرم کے ارتکاب کر نے والوں پر سزا ہمیشہ کے لیے باقی رکھی گئی ۔ واللہ اعلم۔ امام ابوداؤد، ابن ماجہ ،ترمذی ، نسائی اور دارقطنی نے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس شخص کوتم قوم لوط کامل کر تے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول بہ کوقتل کر دو ۔ یہی الفاظ ابوداؤد اور ابن ماجہ کے ہیں

۔ امام ترمذی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حسن ہو یا غیر ٹھن ہوں امام ابوداؤ داور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ اگر کنوارے کو قوم لوط کامل کر تے ہوئے پکڑ لیا جائے تو اسے سنگسار کیا جائے گا ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص جس کا نام' فجاء ۃ" تھا کو آگ میں جلانے کا حکم ارشادفر ما یا جب اس نے قوم لوط والا عمل کیا تھا ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے بھی یہی ہے کیونکہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو خط لکھا تو حضرت ابوبکر نے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ یہ ایسا گناہ ہے جس کا ارتکاب سوائے ایک امت کے کسی دوسری امت نے نہیں کیا اور اللہ تعالی نے ان کے ساتھ جو کیا وہ تم جانتے ہواس لیے میری رائے ہے کہ اس کو آگ میں جلایا جائے تو تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اجماع ہوا کہ اس کو جلایا جائے ۔حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید کولکھا کہ اس کو آگ میں جلا دیا جائے تو انہوں نے اس کو جلا دیا ۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی ایک ایسے شخص کو جلا یا پھر ہشام بن الولید نے بھی جلا یا۔ خالد القسری نے بھی عراق میں ایسے شخص کو جلایا۔ یہ روایت بھی نقل کی گئی کہ حضرت ابن الز بیر کے زمانہ میں سات آ دمی لواطت کے جرم میں پکڑے گئے ۔ جب ان سے پوچھ گچھ کی گئی تو ان میں چار سن تھے ۔ آپ نے ان کو حرم سے نکالنے اور سنگسار کرنے کا حکم ارشادفرمایا یہاں تک کہ وہ مر گئے اور تین کو حد لگائی ۔ ان کے پاس حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی تھے لیکن انہوں نے ان کے اس فعل کو نا پسند نہ سمجھا اور نکیر بھی نہیں کی ۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کو اختیار کیا۔ابن العربی نے لکھا ہے کہ امام مالک نے جو مسلک اختیار کیا وہ حق ہے۔ اس لیے کہ وہ سند کے لحاظ سے صحیح اور قوی اعتماد والا ہے ۔

پاکستان میں جہاد جاری رہنا چاہیے کیونکہ کل اگر ۸۰۰ مسلمان پاکستان نے گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیے تھے تو آج ہزاروں مجاہدین، علماء، طلبائے علومِ دینیہ، داعیانِ دین اور حتیٰ کہ پاکدامن خواتین پاکستان کی اپنی خفیہ اور علانیہ جیلوں میں قید ہیں۔ ان قیدیوں میں سے ۵۰۰ تو صرف وہ ہیں جنہیں سزائے موت سنائی جا چکی ہے۔ اور وہ سینکڑوں ان کے علاوہ ہیں جنہیں مقدمہ چلائے بغیر [جعلی پولیس مقابلوں میں] گولیاں مار کر سڑکوں چوراہوں بیابانوں میں پھینکا جا رہا ہے۔ پس اگر کل "فکوا العانی" [قیدی کو چھڑاؤ] کا حکمِ نبوی ﷺ ہم سے مخاطب تھا تو یہ حکم آج اور بھی زیادہ شدت سے مخاطب ہے۔



ذمہ داران نے سیلاب متاثرین کو بھی نہیں بخشا

ابن الاسیر رشید احمد

ہمارے ملک پاکستان میں مختلف نظریات و افکار ہوں گے مگر جس پر اس قوم کے لیڈرز متحد ہیں، وہ ہے کرپش کرنا، لوگوں کا مال ہڑپنا اور کسی نہ کسی طریقے سے حرام مال کھانا۔ کسی بھی پارٹی کے لیڈر کے ذرا سے قریبی شخص سے پوچھو تو وہ تمہیں بتا سکے گا کہ فلاں لیڈر فلاں وزارت سے کتنا کماتا ہے اور فلاں فنڈ میں سے کتنا وصول کرتا ہے اور اسے اپنا حق بھی سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آگ رشوت وغیرہ نہ دو تو نہ تو آپ کا کام ہوگا بلکہ الٹا آپ کو بدنام کردیا جائے گا۔ اب حال ہی میں ان نامرادوں اور مردہ ضمیر کے مالکوں نے تکالیف و مصائب میں مبتلاء سیلاب زدگان کو ملنے والا فنڈ بھی ہڑپ لیا اور ان کی مدد کرنا تو کیا بلکہ ان کے پاس جانا بھی گوارا نہیں کیا۔ ہیلی کاپٹر سے راشن پھینک کر ان کی تضحیک کی اور انہیں دیگر ضروریات کی بجائے صرف آٹا دینے کا احمقانہ فیصلہ بھی کیا۔ یعنی کہ کرپشن کے مرض نے یہاں بھی اپنا کام کر دکھایا۔ اس بارے چند ارشادات ملاحظہ ہوں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیمًا (النساء، ٤ : ٢٩)

اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضا مندی سے کوئی تجارت ہو، اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں علماء کرام نے باطل طریقے سے مال کھانے کی کئی صورتیں بیان کی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) امانت میں خیانت کرنا (۲) اُدھار لے کر واپس نہ کرنا

(۳) سودی لین دین اور ہر قسم کے جوّے سے حاصل شدہ مال

(۴) خرید وفروخت میں دھوکہ اور ملاوٹ (۵) مزدوروں سے کام لے کر اجرت نہ دینا یا مقررہ اجرت سے کم دینا (۶)مزدوروں کا متعینہ کام پورا نہ کرکے اجرت پوری لینا (۷) لوگوں کے زکوٰۃ ،صدقات اور وصیتوں کے مال کھاجانا (۸) مستحق کے نام سے مال لے کر اس تک نہ پہنچانا (۹) مستحق نہ ہونے کے باوجود خود کو مستحق بتاکر مال حاصل کرنا (۱۰) مستحق کا حق سے زیادہ مال وصول کرنا

درج بالا دس میں سے آخری چار ملک پر مسلط وڈیروں کیلئے زیادہ لائق توجہ ہیں۔

نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر آخرت میں سخت عذاب کی خبر اس طرح دی:

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا : ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی پیسہ اور دنیا کا سامان نہ ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے' ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو (ان حقوق کے بقدر) حقداروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دئے جائیں گے ، اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم ۔ باب تحریم الظلم)

پاکستانی بد قسمت قوم جن حکمرانوں کے تحت زندگیاں گزار رہے ہیں، وہ ہیں ہی نا اہل، ایسے حکمرانوں سے حق مانگنا مرغے سے انڈا مانگنے کے مترادف ہے۔ اور خود ان کی عدالتیں بھی ان کی نا اہلی کے فیصلے کرچکی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي اللَّه عنه قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! امانتوں کے ضائع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: جب اُمور نااہل لوگوں کو سونپے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ آپ ہی بتلائیں کہ کیا ہمارے یہ موجودہ حکمران اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں؟ ۔ مسئولین نے سیلاب متاثرین کے معاملے میں نہ صرف بد دیانتی سے کام لیا بلکہ انتہائی احمقانہ فیصلے بھی کیے۔ ہیلی کاپٹرز سے راشن پھینک کر ان کی تضحیک کرنا، ہزار دو ہزار کے چکر میں ان کی محتاجی کے چسکے لینا اور ضرورت کی چیزوں کے علاوہ نام کمانے کیلئے سستی چیزیں دینا وغیرہ سب اس میں شامل ہے۔ جن لوگوں نے متاثرہ علاقوں کا چکر لگایا ہے، وہ لوگ یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں جن کی ویڈیوز موجود ہیں کہ جتنی ضرورت ہے اس کا آدھا بھی متاثرین کو نہیں پہنچا ور انہوں نے امداد کرنے والوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس معاملے میں نزاکتوں کو سمجھ کر امداد کریں۔

اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔



اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟

طارق اعظم میمن

جب ہم طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار ہیں۔ نجی پریشانی، گھریلوپریشانی، سماجی پریشانی، معاشی پریشانی، قدرتی پریشانی اور اس قسم کی سیکڑوں دنیوی پریشانیوں کے شکار ہیں ۔ ایسا لگتا ہے کہ زندگی پریشانیوں کا مجموعہ ہے اورہم اللہ کی طرف سے خاص مہربانی اور نصرت وامداد سے محروم ہوگئے ہیں۔دعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں ، امداد طلب کرتے ہیں مگر امداد نہیں آتی ، آواز لگاتے ہیں مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں ملتا ۔آخر اس کی کیا وجوہات ہیں اور کن اسباب کی وجہ سے ہمارا یہ براحال ہے؟۔

اسلام ہی وہ دین ہے جس میں ساری پریشانیوں، مشکلات، بیماریوں، مصیبتوں، دکھوں، غموں، دقتوں اور نقمتوں کا حل موجود ہے ۔ اسلام کے سائے تلے زندگی گزارنے سے غربت دور ہوسکتی ہے ، بیماری کا علاج ہوسکتا ہے، پریشانی کا حل نکل سکتا ہے، غموں کا اختتام ہوسکتاہے، دعائیں قبول ہوسکتی ہیں، مراد پوری ہوسکتی ہے، قسمت سنور سکتی ہے ، بگڑی بن سکتی ہے ۔ ہماری پریشانیاں بتلاتی ہیں کہ ہم نے اسلام کے سائے تلے زندگی گزارنا چھوڑدیا ہے ورنہ یہ دن نہ دیکھنے پڑتے ۔

ایک مومن کا اس بات پر ایمان ہونا چاہئے کہ ہمارا اصل مددگار صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے ،اس کے علاوہ کوئی مدد گار نہیں جیساکہ خود کلام رب اس کی گواہی دیتا ہے ۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (آل عمران:١٢٦)

ترجمہ: اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے ۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمان الہی ہے :

بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ (آل عمران :١٥٠)

ترجمہ: بلکہ اللہ ہی تمہارا خیرخواہ ہے اور وہی سب سے بہتر مدرگارہے۔

جس کا مددگار اللہ ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچاسکتی ، یہ ضمانت بھی اللہ تعالی نے خود دی ہے ،فرمان پروردگار ہے :

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (آل عمران :١٦٠)

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا ،اگر وہ تمہیں چھوڑدے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے ،ایمان والوں کو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے ۔ یہاں ایک مؤمن کو یہ عقیدہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جو لوگ ما فوق الاسباب کاموں میں غیراللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ایسے لوگ شرک وکفر میں مبتلا ہیں۔ دراصل یہ بہت بڑی وجہ ہے جس سے اللہ کی مدد آنا بند ہوگئی ہے ۔ اور جنہیں اللہ کے علاوہ مدد کے لئے پکارا جاتا ہے وہ تو ہماری کچھ مدد نہیں کرسکتے بلکہ وہ اپنے آپ کی مدد کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے ۔ اللہ کا فرمان ہے :

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ (الاعراف :١٩٧)

ترجمہ: اور تم جن لوگوں کو اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتے اور نہ ہی وہ اپنی مدد کرسکتے ہیں۔

اب یہاں ان اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے یا یہ کہیں جن کی وجہ سے اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے:

(١) اللہ پر صحیح ایمان:

جو لوگ اللہ پر صحیح معنوں میں ایمان لاتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراتے وہ اس کی طرف سے مدد کے مستحق بن جاتے ہیں یعنی اللہ ایسے لوگوں کا مددگار بن جاتا ہے اور ایسے ایمان داروں کی مدد کرنا اللہ اپنے ذمہ لے لیتا ہے ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الروم:٤٧)

ترجمہ: اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے ۔

اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ (الحج :٣٨)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی سچے مومن کی (دشمنوں کے مقابلے میں) مدافعت کرتا ہے ، کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالی کو ہرگز پسند نہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (غافر:٥١)

ترجمہ: یقینا ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیاوی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے ۔

آج ایمان کے دعویداروں کی بہتات ہے مگراکثرلوگ شرک کے دلدل میں پھنسے ہیں ، رب پر صحیح سے ایمان نہیں لاتے ، یا ایمان لاکر

شرک وبدعت کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے نصرت الہی بند ہوگئی ۔ رب العزت کا فرمان ہے :

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ (يوسف:١٠٦)

ترجمہ: ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

(۲) عمل میں اخلاص:

ہماری جدوجہد اور عمل میں اخلاص وللہیت ہو تو نصرت الہی کا حصول ہوگا ۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا يَنصرُ اللَّهُ هَذِهِ الأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعوتِهِم وصَلاتِهِم ، وإخلاصِهِم (صحيح النسائي:٣١٧٨)

ترجمہ: بیشک اللہ اس امت کی مدد کرتا ہے کمزور لوگوں کی وجہ سے ، ان کی دعاؤں ، ان کی عبادت اور ان کے اخلاص کی وجہ سے ۔ اس حدیث میں نصرت الہی کے تین اسباب بیان کئے گئے ہیں ۔ دعا، نماز، اخلاص ۔

ہمارے اعمال میں اخلاص کا فقدان ہے جو اللہ کی ناراضگی اور اس کی نصرت سے محرومی کا سبب بناہوا ہے ۔ اولا عملوں میں کوتاہی اس پر مستزاد اخلاص کی کمی یا فقدان ۔ شہرت، ریا ، دنیا طلبی نے ہمارے اعمال کو غارت کردیا اور ساتھ ساتھ نصرت الہی سے محروم بھی ہوگئے ۔

(۳) دعا:

دعا مومن کا ہتھیار ہے جو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہے ، سفر میں ہویا حضر میں ، حالت جنگ ہویا حالت امن ، مصائب ومشکلات ہوں یا خوشحالی ، ہرموقع پر مومن دعا کے ذریعے رب کی رضامندی اور مدد طلب کرتا ہے ۔ سیرت نبوی ﷺ سے اس کی ایک مثال دیکھیں ۔ بدر کا میدان ہے ، ایک طرف نہتے ۳۱۳ مسلمان ،دوسری طرف ہتھیاروں سے لیس ایک ہزار کا لشکر کفر۔ آپ ﷺ نے بڑی جماعت کے مقابلے میں اپنی چھوٹی جماعت کو دیکھا تو اللہ تعالی سے نصرت کی دعا کی ۔ مسلم شریف کے الفاظ ہیں:

اللهمَّ! إن تهلِك هذه العصابةُ من أهلِ الإسلامِ لا تُعبدُ في الأرض (صحيح مسلم:١٧٦٣)

ترجمہ: اے اللہ! مسلمانوں کی یہ جماعت اگر ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ ہوگا۔

رب نے دعا قبول کرلی اور قرآن کی آیت نازل کرکے نصرت کی بشارت سنائی ۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (الانفال:٩)

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے پھر اللہ تعالی نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے ۔

آج ہماری دعاؤں کی عدم قبولیت میں تین عوامل کا زیادہ دخل ہے ، اخلاص کا فقدان، بدعملی اور حرام معیشت ۔ ان تین منفی عوامل کو دور کردیا جائے تو دعائیں بلاشبہ قبول ہوں گی۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ غیراللہ سے امداد طلب کرتا ہے جو سراسر شرک ہے ، اس حال میں مرنا موجب جہنم ہے ۔ دعا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لئے ہے ، آج مسلمانوں کے ایک مخصوص طبقے نے (جن کی اکثریت ہے) مشرکوں کی طرح غیراللہ کو پکار لگاکر دنیا سے امن وامان اور نصرت الہی کو روک رکھا ہے۔ ایسے گمراہ مسلمانوں کی اصلاح قلیل سچے مومنوں کے سر ہے ۔

(٤) نماز:

رب کی خالص عبادت مومن کی زندگی اور مقصد حیات ہے ،اس دعوت کولے کرتمام انبیاء آئے، نبی ﷺ نے مکی دور میں جو تیرہ سال پر محیط پر اسی دعوت پہ کڑی محنت کی ۔ نماز مومن سے کسی بھی حال میں معاف نہیں ،میدان جنگ میں جہاں ایک لمحہ دوسری جانب التفات کا موقع نہیں نماز کے وقت میں نماز قائم کرنی ہے یعنی وقت نماز کو بھی مؤخر نہیں کرسکتے اور کیونکر معاف ہو یہ تو مقصد حیات ہے ۔ نبی ﷺ فرائض کے علاوہ سنن کی ادائیگی اس قدر کرتے کہ پاؤں میں ورم آجاتا۔ آپ ﷺ ہرپریشان کن معاملے میں نماز کا سہارا لیتے ۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مصائب کے مواقع پر نماز کا حکم ہے، بارش کی نماز، سورج اور چاند گرہن کی نماز، اور زلزلہ کی نماز وغیرہ۔

لہذا ہم نماز کے ذریعہ رب سے استغاثہ کریں ۔ اللہ کا حکم ہے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ (البقرة:٤٥)

ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو ،یہ چیز شاق ہے مگر ڈرنے والوں پر۔

(٥) صبر:

مصائب پر صبر کرنے سے بھی اللہ کی مدد آتی ہے ،جزع فزع کرنا نصرت الہی کے منافی ہے ۔ اس سلسلے میں صبر ایوب اعلی نمونہ ہے ۔ جو مومن صبر کے ساتھ رب ہی کو پکارتاہے اور اسی سے امداد طلب کرتا ہے اسے اللہ تعالی ہربلا سے نجات دیتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ اللہ لگا رہتا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرة:١٥٣)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، اللہ تعالی صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے ۔

(٦) اللہ ہی پر توکل:

انسان بے صبرا ہے ، تھوڑی سی مصیبت آتی ہے گھبرا جاتا ہے اور رب سے نجات مانگنے کی بجائے غیروں سے امداد طلب کرنے لگ جاتا ہے اور اسی پر توکل کربیٹھتاہے ۔ اگر کوئی مصیبت غیراللہ کے درپرجانے سے ٹھیک ہوجائے تو اعتماد میں مزید پختگی آجاتی ہے اور دوسروں کو بھی غیراللہ کے درپر جانے کی دعوت دیتاہے ۔ یہاں ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ جو بھی جس دربار پہ بھی جائے اور جس سے بھی مانگے دینے والا صرف اللہ ہے ۔ آپ قبر پر سوال کرکے یہ نہ سمجھیں ہمیں قبر والے نے دیا ہے ، دیتا تو اللہ ہی ہے چاہے آپ جائز طریقے سے مانگیں یا ناجائز طریقے سے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جائز طریقے سے مانگنے سے اللہ بخوشی

دیتا ہے اور ناجائز طریقے سے مانگنے سے کبھی کبھی اللہ دے تو دیتا ہے بدلے میں اس کا ایمان چھین لیتا ہے ۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو لوگ پتھروں سے مانگتے ہیں ، مورتی بناکراس سے مانگتے ہیں ، ان کی بھی عقیدت یہی ہوتی ہے کہ ہمیں مورتیوں نے دیا ہے ۔

مسلمان کو صرف اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے ،یہ عبادت کے قبیل سے ہے اور توکل نصرت الہی کا سبب ہے ۔

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (آل عمران :١٦٠)

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا ،اگر وہ تمہیں چھوڑدے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے ،ایمان والوں کو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے ۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ رب کا فرمان ہے :

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (آل عمران:١٥٩)

ترجمہ: پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں ، بیشک اللہ تعالی توکل کرنے والوں سےمحبت کرتا ہے ۔

یہ چند مثبت عوامل تھے جن سے انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی زندگی میں اللہ کی نصرت وتائیدحاصل ہوتی ہے ۔ نیز منفی عوامل سے گریزکرنا پڑے گا جن کا احاطہ اس چھوٹے سے مضمون میں مشکل ہے ۔ بطور خلاصہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم شرک وبدعت، فسق وفجور، اعمال قبیحہ ، فتنہ وفساد، ظلم وجبر، کفرونفاق اور حرام خوری (رشوت، سود، غبن، چوری، حرام پیشہ) وغیرہ سے بچیں اور اسلام کے سایہ تلے زندگی بسر کریں یعنی دین کو پوری طرح قائم کریں ،اللہ کا وعدہ ہے وہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد:٧)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اجتماعی زندگی میں فتح ونصرت کے لئے مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ مزید چند کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک تمام مسلمانوں میں اتحاد (افتراق سے دوری)، دوسرا باہم مشاورت، تیسرامادی وسائل کی فراہمی (مجرب لشکر، جدید اسلحے، کارگردفاعی قوت) ،چوتھاعملی اقدام(جمود کا سدباب) اور پانچواں مسلک پرستی کاخاتمہ بالفاظ دیگر شریعت الہیہ کا نفاذ۔

سوچنے کا مقام ہے آج امریکہ پچاس ریاستوں کو ملاکر سپرپاور بناہواہے جبکہ ہمارے پاس ٥٧ مسلم ممالک ہیں ہم کیوں نہیں سپرپاور؟ جبکہ مادی قوت کی بھی ہمارے پاس کمی نہیں ہے ۔

الہی! قدم قدم پر تیری نصرت وتائیدکی ضرورت ہے تو ہمیں اپنی نصرت سے نوازدے، مسلم قوم ظالموں کے نرغے میں ہیں غیبی مدد کے ذریعے توان کی حفاظت فرما اور دنیا میں دوبارہ ہمیں کافروں پرغلبہ دے ۔ آمین ۔

الم ۔ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ
(العنکبوت:١-٣)

”الم ۔ کیالوگوں نے یہ سمجھ لیاہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد یوں ہی چھوڑ دیے جائیں گے اور انھیں (مصائب و مشکلات کے ذریعے) آزمایا نہ جائے، جبکہ ہم نے ان سے پہلوں کو بھی اسی طرح آزمایا۔ (اس سب کا مقصود یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جان لے کہ سچے ایمان والے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں؟“



انگریزی اور اردو بھی سیکھئے!

مولوی اعجاز الحق

زبان فکر کا لباس ہے، کسوٹی کی مانند زبان سے آپ کی قابلیت کو پرکھا جاتا ہے ۔ جتنا آپ اس فن میں ماہر ہوں گے اتنا ہی آپ کو سراہا جائے گا۔ اس دور میں تقریبا ہر اس زبان پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے جو مشہور ہو اور جہاں آپ رہتے ہیں وہاں زیادہ بولی جاتی ہو اور ان سب میں سرفہرست ایک زبان انگریزی ہے جو تقریبا دنیا کے ہر ملک و شہر میں بولی جاتی ہے ۔ دوسری زبان اردو ہے جو ہمارے ملک میں بولی جاتی ہے اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہمارے پشتون مجاہدین کو ہے ۔

انگریزی زبان اسکول کی نرسری سے لے کر یونیورسٹی کے لاسٹ ایئر تک پڑھائی جاتی ہے ۔ وہ زبان جو ہے تو مغرب کی لیکن عالَم میں (Second Language) دوسری زبان کی حیثیت سے بولی جاتی ہے۔ دنیا میں انگریزی زبان کو مادری زبان اور غیر ملکی زبان کی حیثیت سے بولنے والوں کی تعداد تقریبا دو ارب تک پہنچ چکی ہے جن میں چند ایسے ممالک بھی شامل ہیں جن کی انگریزی سے بنیادی طور پر دشمنی رہی ہے جیسے چین، شمالی کوریا اور روس جو مغربی فکر، رسم و رواج کے مخالف جانے جاتے ہیں ۔ انگریزی زبان اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ نان نیٹیو سپیکر (وہ جس کی مادری زبان انگریزی نہ ہو) ہونے کے باوجود اگر آپ کو انگریزی زبان پر عبور حاصل ہے تو آپ «developed» یعنی ترقی یافتہ ممالک میں تعلیم کیلئے بآسانی جا سکتے ہیں۔

آج کل انگلش دو لہجوں میں بولی جاتی ہے، (British) جو کہ برطانیہ کا لہجہ ہے اور (American) جو امریکیوں کے ہاں بولی جاتی ہے اور ان دونوں نے انگریزی زبان کی بہت خدمت کی ہے اور اسے کافی عزت بخشی ہے یہاں تک کہ ہمارے ہاں اگر کسی کا ترقی یافتہ ملک میں تعلیم حاصل کرنے کا من ہو تو یہاں انگریزی زبان کا ٹیسٹ لیا جاتا ہے اور یہ ٹیسٹ تقریبا دو لہجوں میں منحصر ہے, TOEFL جو کہ امریکی اور IELTS جو برطانوی لہجے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اگر آپ نے اس ٹیسٹ میں اچھے مارکس لیئے تو آپ کو کسی اچھے ملک کی سکالرشپ کی آفر کی جائے گی صرف اس بناء پر کہ آپ کی انگریزی اچھی ہے۔ اس زمانے میں انگریزی کی ضرورت تقریبا ہر شے سے زیادہ ہے اسکول، کالج، یونیورسٹی اور گریجویشن کے بعد نوکری کرنے تک آپ اس کے سہارے ہر مشکل سے الجھ سکتے ہیں اور اس کے ہوتے ہوئے دنیوی کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

اسی طرح ایک اور زبان جس کا سیکھنا ضروری ہے، اردو ہے، جو بولی تو بھارت، بنگلہ دیش، نیپال، متحدہ عربی امارات سمیت کئی ممالک میں ہے مگر یہ قومی زبان کے طور پر پاکستان میں جانی جاتی ہے ۔ اُردو کو پاکستان کے تمام صوبوں میں سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ مدرسوں میں اعلیٰ ثانوی جماعتوں تک لازمی مضمون کی طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ اِس نے ایسے کروڑوں اُردو بولنے والے پیدا کر دیئے ہیں، جن کی مادری زبان پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی، کشمیری، براہوی اور چترالی وغیرہ میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔ اُردو پاکستان کی مُشترکہ زبان ہے اور یہ علاقائی زبانوں سے کئی الفاظ ضم کر رہی ہے۔ اُردو کا یہ لہجہ اب پاکستانی اُردو کہلاتا ہے۔

اردو زبان کی حال ہی میں یہ خاصیت بھی رہی کہ علم دین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اس میں سمٹ گیا ہے ۔ صرف فقہ یا فتاویٰ ہی نہیں بلکہ اب تفسیر، حدیث، صرف و نحو کی شروحات سمیت دیگر کئی فنون اس زبان میں ایسے عام ہوگئے ہیں اور انہیں تقریبا وہ مقام حاصل ہوگیا ہے جو ایک دور میں فارسی کو حاصل تھا ۔ ایک دور تھا کہ ہند میں بیٹھا عالِم فارسی میں کتاب لکھتا تھا اور عربی کی تشریح فارسی میں کرتا تھا مگر اب ایران سے تعلق رکھنے والے ایسے علماء موجود ہیں جو خصوصی طور پر اردو زبان سیکھنے کیلئے دیوبند اور کراچی کا سفر کرتے ہیں بلکہ اب تو علمائے افغانستان کے ایک جم غفیر نے بھی اس زبان کو سیکھ لیا ہے اور اسی زبان کی کتابوں سے علم حاصل کر رہے ہیں ۔

تو ان دونوں زبانوں کا سیکھنا جس طرح عام لوگوں کیلئے ضروری ہے، اسی طرح مجاہدین کیلئے بھی ضروری بلکہ بہت زیادہ ضروری ہے کیونکہ یہ بھی اسی معاشرے میں رہنے والے لوگ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد بالسیف کے ساتھ ساتھ جہاد بالقلم و اللسان کے میدان میں بھی موجود ہیں تو لازم ہے کہ انہیں ایک وہ زبان جس سے یہ دنیا جہاں کو اپنے بارے میں بتا سکیں کہ "ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟" اور ایک وہ زبان جس کا استعمال کرکے یہ پاکستان میں موجود نوجوانوں کے ساتھ جڑے رہیں اور انہیں دعوت پہنچا سکیں ۔ اور وہ زبانیں ہیں انگریزی اور اردو ۔ ان کو سیکھنے کیلئے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟ اس کے بارے میں قریبی ماہرین، اسکولز و مدارس کا رخ کرنا بہت ہی ضروری ہے ۔



وزیر معارف و دعوت و ارشاد
شیخ گل محمد باجوڑی حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو

محترم قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلہ طالبان کے انٹرویوز کے سلسلے میں اس بار آپ کو تحریک طالبان پاکستان کی جانی مانی شخصیت شیخ گل محمد باجوڑی حفظہ اللہ سے ملواتے ہیں جو آپ کو اپنے تعارف کے ساتھ ساتھ اپنے شعبے اور فعالیت کو آگاہ کرنے ساتھ آپ کو اپنا پیغام بھی دیں گے ۔

مجلہ طالبان: شیخ صاحب! سلام مسنون کے بعد، سب سے پہلے ہمارے قارئین کے سامنے اپنا تعارف کروائیں

شیخ گل محمد باجوڑی: میرا نام شیخ گل محمد باجوڑی ہے اور میرا تعلق "ولایت ملاکنڈ" کے باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوی ماموند ہے ۔ اس سے قبل حلقہ باجوڑ ایجنسی کا مسئول رہا ہوں، فی الحال تحریک طالبان پاکستان کی "وزارت معارف" کے وزیر کے طور پر خدمات انجام دے رہا ہوں ۔

مجلہ طالبان: اپنے شعبے کے ڈھانچے سے آگاہ کریں!

شیخ گل محمد باجوڑی: ہماری وزارت کا ڈھانچہ تو کچھ یوں ہے کہ وزارت معارف کا وزیر اور اس کا معاون ہوا کرتا ہے ۔ ان کے ماتحت ہر ولایت کا رئیس اور اس کے ماتحت ہر تحصیل کا مدیر ہوتا ہے جو اپنی اپنی حیثیت سے مدارس، دعوت و ارشاد اور امربالمعروف کا کام کرتا ہے ۔

مجلہ طالبان: آپ کی وزارت کے تحت کتنے مدارس اور ان میں کتنے اساتذہ و طلبہ ہیں؟

شیخ گل محمد باجوڑی: وزارت معارف کے تحت چھوٹے بڑے کُل ۸٦ اسکولز و مدارس ہیں جن میں ۲۱۰ اساتذۂ کرام تدریس کے خدمات انجام دے رہے ہیں، جبکہ طلبہ و طالبات کی کُل تعداد تقریبا ٦۰۵۰ ہے ۔

مجلہ طالبان: آپ مدارس میں کونسا نصاب پڑھاتے ہیں؟

شیخ گل محمد باجوڑی: سابقہ مدارس کا جو نصاب چلتا آ رہا ہے فی الحال وہی نصاب پڑھایا جا رہا ہے ۔

مجلہ طالبان: کیا مدارس میں صرف دینی تعلیم ہے یا عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے؟

شیخ گل محمد باجوڑی: کچھ مدارس میں حسبِ ضرورت ابتدائی عصری تعلیم دی جا رہی ہے، اس کی ترقی اور جن میں عصری تعلیم نہیں ہے وہاں شروع کرنے کا بھی پروگرام ہے ۔ ان شاءاللہ ۔

مجلہ طالبان: اردو زبان پاکستان کی قومی زبان ہے اور مجاہدین کو اسکی ضرورت بھی ہے، چونکہ یہاں پشتون زیادہ ہیں تو اردو زبان سیکھنے سکھانے کیلئے کیا آپ لوگ کوشش کرتے ہیں؟
اسکی ضرورت بھی ہے، چونکہ یہاں پشتون زیادہ ہیں تو اردو زبان سیکھنے سکھانے کیلئے کیا آپ لوگ کوشش کرتے ہیں؟

شیخ گل محمد باجوڑی: جی، اردو ہمارے لئے بہت زیادہ اہمیت کی حامل زبان ہے اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے ۔ ہمارے لوائح اردو میں چھاپے جاتے ہیں اور عصری تعلیم شروع کرنے کا بھی ایک مقصد یہی ہے کہ ہمارے طلبہ اس زبان سے آشنا ہوجائیں ۔ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ چونکہ ہماری دعوت کا مرکز پاکستان اور پاکستانی ہیں تو اس کیلئے یہ زبان ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔

مجلہ طالبان: کیا اس شعبے کے علاوہ بھی آپ کی مصروفیات ہیں؟

شیخ گل محمد باجوڑی: جی، وزارت معارف کے علاوہ دیگر مصروفیات بھی ہوتی ہیں ۔ فی الحال رہبری شوریٰ کا رکن ہونے کے ساتھ ساتھ مذاکراتی کمیٹی کا بھی حصہ ہوں ۔ اس کے علاوہ بھی وفود وغیرہ کی شکل میں مصروفیات رہتی ہیں ۔

مجلہ طالبان: بحیثیت مسئول معارف، مجاہدین و عوام کو کیا پیغام دیتے ہیں؟

شیخ گل محمد باجوڑی: مجاہدین کو میرا یہ پیغام ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی پابندی کریں اور اپنا مدعیٰ و مؤقف نہ چھوڑیں ۔ امیر کی اطاعت اور اتفاق و اتحاد کو قائم رکھنے کی کوشش کیا کریں ۔ گناہوں سے بچتے رہئے اور اپنا محاسبہ کرتے رہا کیجئے کہ میں کیا کھو رہا ہوں اور کیا پا رہا ہوں؟۔ اسی پیغام کے ساتھ ساتھ عوام بھائیوں کو یہ پیغام بھی دیتا ہوں کہ وہ اپنی اولاد کو مدارس میں داخل کراکے دینی تعلیم دلوائیں اور مدارس دینیہ کے ساتھ تعاون کریں ۔ مجاہدین کی جانی و مالی مدد کریں ۔ اپنے جوانوں کو جہاد کیلئے نکالیں اور آخرت کی فلاح والے راستے پر چلیں ۔ اپنے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی دعائیں کرتے رہئے ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔



حقیقی مجاہد اور مہاجر

مفتی ابوذکوان محسود

حامداً و مصلیا:

آج کے ان دجالی فتنوں کے دور میں جہاں اچھے برے کی پہچان کو نظر انداز کیا جاتا ہے،مادر پدر آزاد معاشرے کے پیدا کرنے میں اہل مغرب کے ساتھ ساتھ نام نہاد مسلمان بھی اپنا تک و دو کر رہے ہیں حتی کہ الامان،الحفیظ! مسلمانوں کے ملک میں جو لا الہ الااللہ کے نام سے آزاد کیا گیا تھا ایسے قوانین پاس کئے جاتے ہیں کہ مسلمان تو مسلمان، شیطان بھی شرما جاتا ہے ایسے میں ہجرت اور جہاد کے ماحول میں زندگی گزارنا یقیناً تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اور مہاجرین پر اللّٰہ تعالٰی کی ایک خاص رحمت اور ان کا انعام ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کمر بستہ ہوکر ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں حتی کہ اپنا گھر،مال،وطن اور اپنے پیاروں کی قربانی دے کر دیار ہجرت کو ترجیح دے رہے ہیں اور غرب کے غلاموں کے ان منصوبوں کو ناکام بنانے میں ہر قسم کی سعی فرما رہے ہیں،یقینا یہی وہ مبارک لوگ ہیں جن کے بارے اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور جو ایمان لائےاور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کیلئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں، خوش خبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضا مندی کی اور باغوں کی کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا، رہا کریں ان میں مدام، بےشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے)

یہاں ہر عمل کے بدلے میں اللہ تعالٰی کے ہاں غیر مہاجرین کے مقابلے میں مہاجرین اور مجاہدین کو خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے بشرطیکہ مجاہد اور مہاجر اپنے اعمال کی درستگی کی بھی سعی فرما رہے ہو تاکہ ان کے ہجرت اور جہاد کا رخ و سمت راہ راست پر ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا المهاجر من هجر مانهی اللّٰہ عنہ حقیقی مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے ایک اور حدیث میں ہے المهاجر من هجر الخطایا والذنوب واقعی مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے حضرت عمرو بن عبسہ (رض) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ای الھجرۃ افضل (کون سی ہجرت افضل ہے) آپ نے فرمایا اَنْ تَهْجُرَمَا کَرِہَ رَبُّکَ کہ تو ان کاموں کو چھوڑ دے جو تیرے رب کو نا گوار ہوں (رواہ الترمذی و ابن ماجہ) ان روایات سے معلوم ہوا کہ صرف وطن چھوڑ دینے ہی کا نام ہجرت نہیں ہے۔ ہجرت کے لوازم کو بھی اختیار کرنا لازم ہے۔

اوپر والی حدیث کا مطلب اس کے پہلے جملے سے ظاہر ہو جاتا ہے جس میں یہ ارشاد ہے :المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ”۔ (الحدیث)

” یعنی مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب مسلمان محفوظ اور سلامت رہتے ہوں ”

مراد اس کا ظاہر ہے کہ سچا اور پکا مسلمان وہی ہے جو دوسروں کو ایذاء نہ پہونچائے ، اسی طرح سچا اور کامیاب مہاجر وہی ہے جو صرف ترک وطن کر کے فارغ نہ ہو جائے ، بلکہ جتنی چیزیں شریعت نے حرام و ناجائز قرار دی ہیں ان سب کو بھی چھوڑ دے۔

پاکستانی ریاست کے غیر اسلامی نظریات اور مظالم کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا ہونے والے اور اس کے نتیجے میں ہجرت کرنے والے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اکثر تو ایسے ہیں کہ اپنے لئے دیار ہجرت میں رہنے کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سمجھ کر خوشی سے ہجرت کے لیل و نہار گزار رہے ہیں اور دشمن کے مقابلے میں دن رات منصوبہ سازی میں مصروف ہیں الحمدللہ علی ذالک ،اور خدانخواستہ اگر ایسے بھی ہوں کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہوں ان کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے اور ان سب کا دارومدار ان کے اپنے ہی اعمال کے ساتھ جوڑا ہوا ہوتا ہے۔

ہجرت کی رحمتیں اور برکتیں ان مجاہدین اور مہاجرین کو محیا ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے اس ہجرت اور جہادی عمل پر دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔

جہاد اور ہجرت کی خاص برکتیں ہوتی ہیں جو ان صفات کے حامل مجاہدین اور مہاجرین کو میسر ہوتی ہیں

سورت بقرہ میں اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے»,

یعنی وہ جوا یمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔”سورۃ نحل کی ایک آیت میں ارشاد ہے :

(یعنی جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے، کاش یہ لوگ سمجھ لیتے)ان دونوں آیتوں میں ہجرت کی برکات ظاہرہ وہ باطنہ کا بیان ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا میں راہیں کھول دیتے ہیں اور اس کو دنیا

میں بھی اچھا ٹھکانا دیتے ہیں اور آخرت کے ثواب درجات تو وہم و گمان سے بالاتر ہیں ۔

اچھے ٹھکانے کی تفسیر مجاہد نے رزق حلال سے اور حسن بصری نے عمدہ مکان سے اور بعض دوسرے مفسرین نے مخالفین پر غلبہ اور عزت و شرف سے کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آیت کے مفہوم میں یہ سب چیزیں داخل ہیں،
مجھے امید ہے بلکہ یقین ہے کہ اگر ہم صفات کے حامل مجاہد اور مہاجر بنیں گے تو اللہ تعالیٰ جہاد اور ہجرت کے ان تمام نعمتوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نوازیں گے اور ہمیں بھی پاکستان کے اس جابر اور ظالم نظام کے مقابلے میں ایسے فتوحات سے نوازیں گے جیسا کہ امارت اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ نے امریکہ اور اس کے حواریوں کے مقابلے میں کامیاب اور کامران فرمایا
چنانچہ تاریخِ عالم شاہد ہے کہ جب کسی نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو وطن کے مکان سے بہتر مکان وطن کی عزت و شرف سے زیادہ عزت، وطن کے آرام سے زیادہ آرام عطا کیا ہے، اور خاص فتوحات سے نوازا ہے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے عراقی وطن کو چھڑ کر شام کی طرف ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں ان کو نصیب فرمائیں، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل نے اللہ کے لئے اپنے وطن مصر کو چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر وطن ملک شام کا عطا فرمایا اور پھر مصر بھی ان کو مل گیا، ہمارے آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اللہ و رسول کے لئے مکہ کو چھوڑا تو مہاجرین کو مکہ سے بہترین ٹھکانا مدینہ میں نصیب ہوا، ہر طرح کی عزت و غلبہ اور راحت و ثروت عطا ہوئی، ہجرت کے ابتدائی دور میں چند روزہ تکلیف و مشقت کا اعتبار نہیں، اس عبوری دور کے بعد جو نعمتیں حق تعالیٰ کی ان حضرات کو عطا ہوئیں اور ان کی کئی نسلوں میں جاری رہیں اسی کا اعتبار ہو گا۔
صحابہ کرام کے فقر و فاقہ کے جو واقعات تاریخ میں مشہور ہیں وہ عموماً ہجرت کے ابتدائی دور کے ہیں یا وہ فقر اختیاری کے ہیں کہ انہوں نے دنیا و مال و دولت کو پسند ہی نہیں کیا اور اس کے باوجود ہجرت کے چھٹے سال میں فتح خیبر کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب اہل و عیال کے گذارے کا کافی انتظام ہو گیا تھا، اسی طرح خلفائے راشدین میں سب کا یہی حال تھا کہ مدینہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو سب بہت کچھ دیا تھا بہت سے حضرات صحابہ ایسے بھی تھے جو اپنے وطن مکہ مکرمہ میں مفلس و نادار تھے، ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت اور ہر طرح کی رفاہیت عطا فرمائی
میرے مجاہد ساتھیو اگر ہمارا حال درست چل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر اس کے خلاف ہو تو توبہ اور استغفار کرکے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیے
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ مہاجرین کے لئے قرآن میں فرمایا اس کو دنیا نے پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، البتہ اسی آیت میں شرط یہ ہے کہ ہاجروا لفی اللہ کے مصداق ہوں، دنیا کے مال و دولت یا حکومت و سلطنت عزت وجاہ کی طلب میں ہجرت نہ کی ہو ورنہ صحیح بخاری کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ بھی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نیت سے ہجرت کرتا ہے تو ان کی ہجرت اللہ اور رسول ہی کے لئے ہے یعنی یہ صحیح ہجرت ہے جس کے فضائل و برکات قرآن میں مذکور ہیں اور جس شخص نے کسی مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی ہو تو اس کی ہجرت کا معاوضہ وہی چیز ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔
آج جو بعض مہاجرین پریشان حال ہیں یا تو ابھی وہ اس عبوری دور میں ہیں جس میں ابتدائی ہجرت کے وقت پریشانی پیش آیا کرتی ہے، یا پھر وہ صحیح معنی میں مہاجر نہیں ان کو اپنی نیت اور حال کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے، نیت اور عمل کی اصلاح کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی سچائی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے۔ان شاءاللہ عزوجل
اللّٰہ پاک ہمیں حقیقی معنوں میں مہاجر اور مجاہد بنائیں اور اس راستے میں استقامت نصیب فرمائے،آمین۔

ماہ ستمبر، تحریک طالبان پاکستان کے دفاعی حملوں کی رپورٹ

گزشتہ ستمبر کی 2 تاریخ سے تحریک طالبان پاکستان کی قیادت نے تشکیلات پر موجود مجاہدین کو امر جاری کیا کہ وہ فوج و پولیس وغیرہ کے حملوں کے جواب میں حملے جاری رکھیں اور کوشش کریں کہ ان کا کوئی چھاپہ، گھات اور مقابلہ کامیاب نہ ہو تاکہ مجاہدین کا کم سے کم نقصان ہو۔ یہ اعلان ایسے وقت میں ہوا جب مذاکرات کے دوران ہی فوج نے خفیہ طور پر مجاہدین کیخلاف آپریشنز کیے۔ گزشتہ ماہ میں مجاہدین نے پانچ ولایات (ڈویژنز) کے 14 اضلاع میں 39 حملے کیے جن میں 33 فوجی 24 پولیس 19 ایف سی 4 خفیہ اہلکار اور دو امن کمیٹی کے سربراہان ہلاک و زخمی ہوئے اور 10 سے زائد فوجی گاڑیاں و تعمیرات تباہ ہوئیں۔

ولایت پشاور میں سب سے زیادہ 11، ولایت بنوں میں 10، ولایت کوہاٹ میں 7، ولایت ڈیرہ اسماعیل خان میں 6، ولایت ملاکنڈ میں 3 اور ولایت مردان میں 2 حملے ہوئے۔ اضلاع کے اعداد و شمار کے مطابق لکی مروت میں آٹھ، خیبر ایجنسی میں سات، کرم ایجنسی، ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان اور مہمند ایجنسی میں تین تین جبکہ کوہاٹ، اورکزئی ایجنسی، ضلع سوات اور ضلع مردان میں دو دو حملے ہوئے۔ شمالی وزیرستان، بنوں، باجوڑ اور پشاور میں ایک ایک حملہ ہوا۔ یہ تمام حملے فوجی چھاپوں کو ناکام بنانے، ان کے گھات پر جوابی حملوں اور جواسیس کو انتقامی طور پر قتل کرنے کی صورت میں پیش ہوئے ہیں۔

اس دوران فوج کے چھاپوں کے حوالے سے تحریک طالبان پاکستان کے اعلامیے قابل ذکر ہیں جن میں فوجی جرائم، مذاکرات کی خلاف ورزی اور دیگر مظالم کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے۔

